ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 21 | جمعۃ المبارک یکم اگست 2014ء | 03 شوال 1435 ہجری قمری — یکم ظہور 1393 ہجری شمسی | شمارہ 31

توحید کی دعوت

حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں فرمایا تم ایک ایسی قوم کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہے۔ سب سے پہلے تم انہیں اس بات کی دعوت دو کہ وہ توحید باری تعالیٰ کا اقرار کریں۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب فی دعاء النبی امته حدیث نمبر 6824)

2008-2009ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بیشمار فضلوں کا نہایت ایمان افروز اجمالی تذکرہ۔

خلافت جوبلی فنڈ کے مصارف کا تذکرہ۔ جو منصوبے اپنی تکمیل کے لئے کئی سال لے سکتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس فنڈ سے احسن رنگ میں مکمل ہو گئے۔

اس سال دو نئے ممالک سربیا اور لتھوینیا میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ اس طرح اب تک 195 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔

دوران سال 531 نئی جماعتوں کا قیام ہوا۔ مساجد کی تعداد میں 399 کا اضافہ ہوا۔ ان میں سے 164 نئی تعمیر ہوئیں اور 235 بنی بنائی عطا ہوئیں۔ مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں بعض ایمان افروز واقعات کا تذکرہ۔

دوران سال تبلیغی مراکز میں 106 کا اضافہ ہوا۔ کئی ممالک میں جماعت کے پہلے تبلیغی مرکز کا قیام عمل میں آیا۔

اس سال اشانٹی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ پہلی بار شائع ہوا۔ اس طرح تراجم قرآن کریم کی تعداد 69 ہو گئی ہے۔

دوران سال 31 زبانوں میں 523 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈرز 24 لاکھ 86 ہزار کی تعداد میں شائع ہوئے۔ مختلف زبانوں میں منتخب آیات قرآن کریم، منتخب احادیث اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تراجم شائع ہوئے۔

اس سال 18 زبانوں میں منتخب آیات قرآن کریم، 24 زبانوں میں منتخب احادیث اور 19 زبانوں میں منتخب اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی CDs تیار کی گئیں۔

رقیم پریس کی مساعی کا مختصر تذکرہ

(حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 43ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 25/جولائی 2009ء بروز ہفتہ بعد دوپہر کے اجلاس میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور خطاب)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج کے دن جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں اُس رپورٹ کا کچھ حصہ پیش کیا جاتا ہے اور اُن افضال کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے جو دورانِ سال اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر فرمائے۔ لیکن اس سے پہلے جیسا کہ ابھی چوہدری شبیر احمد صاحب نے ایک سپاسنامہ پڑھا، اُس کے بارے میں بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور اُس کے بارہ میں بتانا بھی چاہتا ہوں۔

خلافت جوبلی فنڈ کے مصارف

یہ سپاسنامہ قادیان کے جلسہ پر دسمبر 2008ء میں پڑھا جانا تھا اور اس کے ساتھ مختلف براعظموں کے نمائندوں نے اپنے اپنے ملکوں کی نمائندگی میں یا براعظموں کی نمائندگی میں یا زبانوں کے لحاظ سے جو تقسیم کی گئی تھی اُس کے لحاظ سے مختصر سپاس نامے پڑھنے تھے اور خلافت سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت سے اپنی وفا کا اظہار کرنا تھا۔ لیکن بعض حالات کی وجہ سے وہ جلسہ منعقد نہیں ہو سکا تو انتظامیہ نے، صدر صاحب خلافت جوبلی کمیٹی نے یہ درخواست کی تھی کہ اس جلسے پر اس کو پڑھ دیا جائے اور ملکوں کے نام بھی سنا دیئے جائیں جنہوں نے اس جوبلی فنڈ میں حصہ لیا۔

سب سے پہلے تو مَیں تمام جماعتوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے جوبلی فنڈ میں حصہ لیا اور ایک بہت بڑی رقم اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت جوبلی فنڈ کے لئے پیش کی اور جس کی وجہ سے بہت سے ایسے منصوبے جن کے بارے میں مجھے فکر تھی کہ تکمیل کس طرح ہو گی یا فیزز (Phases) میں ہو گی اور اُن کو کئی سالوں پر پھیلانا ہو گا، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو گئے۔ کیونکہ جوبلی فنڈ جس جس طرح جمع ہوتا رہا، خلافت جوبلی کمیٹی کی طرف سے مرکز میں آتا رہا اور فائنل انہوں نے دسمبر میں پیش کرنا تھا، اُس کے بعد سے اخراجات بھی ہوئے وہ منصوبے تو مَیں نے شروع کر دیئے تھے اور جوں جوں یہ رقم ملی اُس پر خرچ بھی ہوتے چلے گئے۔ تو جوبلی سال میں افریقہ کے ممالک میں بعض بڑی مساجد کی تعمیر کی گئی۔ مشن ہاؤسز پر اخراجات کئے گئے اور اُن پر یہ رقم خرچ کی گئی کیونکہ ہو سکتا تھا کہ اگر یہ فنڈ اکٹھا نہ ہوتا تو یہ منصوبے چند سالوں پر پھیلا دیئے جاتے۔ اس میں سے افریقہ کے ممالک میں جو رقم خرچ کی گئی، وہ تقریباً دس لاکھ پینسٹھ ہزار پاؤنڈ ہے۔ پھر ہمارے انجنیئرز ایسوسی ایشن کے ذریعے سے افریقہ میں ونڈ ملز (Wind Mills) اور واٹر فار لائف (Water for Life) اور سولر سسٹم (Solar System) وغیرہ کے لئے کچھ گرانٹ دی گئی۔ پھر مسجد اقصیٰ قادیان میں توسیع کی گئی اور ایک نیا بہت خوبصورت تین منزلہ حصہ اُس کے پچھلے صحن کے بعد کچھ عمارات گرا کر وہاں تعمیر کیا گیا ہے، اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد اقصیٰ قادیان میں پانچ ہزار نمازیوں کی مسقّف حصہ میں مزید گنجائش پیدا ہو چکی ہے۔ اسی طرح وہاں لائبریری کی ایک بڑی بلڈنگ بنائی گئی ہے جس میں کئی لاکھ کتابیں آسکتی ہیں۔ اسی طرح پریس کی تعمیر کی گئی۔ وہ رپورٹوں میں بھی ذکر آ جائے گا۔ پھر ایک بڑا گیسٹ ہاؤس بنایا گیا۔ مختلف ممالک کے معزز مہمان آتے ہیں، اُن کے ٹھہرانے کے لئے جگہ نہیں تھی۔ تو یہ رقم اُن جگہوں پر خرچ کی گئی۔ یہاں بھی کوئی اندازاً سات آٹھ لاکھ پاؤنڈ اس فنڈ میں سے لئے گئے۔ باقی کچھ مرکز سے دیئے۔ پھر بنگلہ دیش میں مساجد کی تعمیر کے لئے رقم دی گئی۔ یورپ میں مساجد اور مشن ہاؤسز خریدنے کے لئے تقریباً پانچ لاکھ پاؤنڈ کی رقم دی گئی۔ تو اس طرح یہ کل رقم جس کی تفصیل اس وقت بتائی ہے، جو کام ہوئے ہیں اُن کی مکمل تفصیلات اگر مَیں بتاؤں تو کافی وقت لگ جائے گا۔ تقریباً یہ پچیس لاکھ پاؤنڈ جو پیش کئے گئے تھے یعنی دو اعشاریہ پانچ ملین، اس طرح ان کی یہ تقسیم ہوئی۔ اور افریقہ اور قادیان اور یورپ کے کچھ علاقے اور بعض غریب ایشین ممالک میں اُن کے پراجیکٹس کو مکمل کرنے میں یہ رقم خرچ ہوئی۔ اس لئے اس لحاظ سے مجھے آسانی پیدا ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ سامان پیدا فرما دیئے کہ جو منصوبے جیسا کہ میں نے کہا کئی سال لے سکتے تھے یا اُس طرح احسن رنگ میں اُن کی تکمیل نہیں ہو سکتی تھی جو اس فنڈ مہیا ہونے سے ہو گئی۔ تمام احباب جماعت کا جنہوں نے حصہ لیا اُن

کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ

اب جیسا کہ روایت ہے آج کے دن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا کچھ ذکر ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک دنیا کے 195 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ اور اس سال دو نئے ممالک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ملے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ شاید کوئی نیا ملک شامل نہیں ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا، دعاؤں کو قبول کیا اور سربیا (Serbia) اور لتھوینیا (Lithuania) میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔

جو رپورٹ ہے وہ پوری تو بیان نہیں کی جا سکتی جس طرح کہ مَیں نے کہا کچھ حصہ لیا تھا وہ بھی نہیں بیان ہو سکتا۔ بہرحال یہ دو ممالک اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سال دیئے۔

پرانے رابطوں کی بحالی

دورانِ سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے اڑتیس (38) ایسے ممالک ہیں جن میں وفود بھجوا کر احمدیت میں نئے شامل ہونے والوں سے رابطے کئے گئے۔ ان میں الجزائر ہے، یہاں بھی نئے رابطے ہوئے، ایم ٹی اے کے ذریعہ سے نئی بیعتیں بھی وہاں ہو رہی ہیں۔ تبلیغی نشستیں بھی وہاں منعقد کی گئیں۔ تیونس (Tunisia) ہے، اسی طرح رومانیہ (Romania) ہے، میسیڈونیا (Macedonia) ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے رابطے بھی ہوئے ہیں اور بیعتیں بھی ہو رہی ہیں۔

نئی جماعتوں کا قیام

خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے علاوہ جو نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں اُن کی تعداد 531 ہے۔ ان 531 جماعتوں کے علاوہ 790 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر 1321 نئے علاقوں میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ ان میں مالی سرِفہرست ہے۔ یہاں 155 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر ہندوستان ہے جہاں 104 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ یہاں بھی مخالفت بڑے زوروں پر ہے اور مُلّاں پاکستانی مُلّاؤں کے زیرِ اثر یا خود کہنا چاہئے کیونکہ وہاں کی اصل جاگ تو وہیں نام نہاد علماء میں لگی ہوئی ہے، احمدیت کی مخالفت کر رہے ہیں اور جتنی مخالفت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی تبلیغ کے اتنے مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔ سیرالیون میں 47۔ کانگو، آئیوری کوسٹ، سینیگال، کینیا، برکینا فاسو، مڈغاسکر وغیرہ اس طرح بہت سارے ممالک میں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

لوگوں کو واقعات سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے۔ قرغزستان کا شغر کے علاقے میں جماعت کے قیام کا ایک واقعہ ہے۔ شیر علی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک روز کاشغر گاؤں کے ایک غیر احمدی دوست اکمل صاحب مجھے گھر کے سامنے ملے۔ میں ان کو اندر لے گیا، ان کو احمدیت کا تعارف کروایا۔ اس دوران اکمل صاحب جماعت کی ایک کتاب اُٹھا کر کھولتے ہیں اور وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصویر کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ اس انسان کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ آپ ہمارے گاؤں کے مشرق میں پہاڑ کی طرف سیدھے کھڑے تھے اور ہمارے گاؤں کی طرف منہ کر کے دعا کر رہے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پچھلے ڈیڑھ سال میں ساٹھ پینسٹھ افراد پر مشتمل یہ جماعت یہاں قائم ہو چکی ہے۔

پھر احمد جبرائیل صاحب نے لکھا ہے کہ غانا کے شمال میں بارڈر سے قریباً پندرہ کلومیٹر دور ٹوگو کے اندر جا کر ایک علاقے میں تبلیغ کے لئے ایک ٹیم وہاں بھجوائی گئی تھی۔ خاکسار بھی اپنی اس ٹیم سے وہاں جا کر ملا اور علاقے کے لوگوں سے ملاقات کی اور اس موقع پر وہاں کے عیسائی اور روایتی مذہب کے لوگوں کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کی غرض سے مطلع کیا۔ اس موقع پر ایک بزرگ آدمی نے کھڑے ہو کر بڑے جذباتی انداز میں خطاب کیا اور کہا کہ اسلام یہاں سینکڑوں سال تک رہا ہے مگر چالیس سال قبل اسلام ہمارے گاؤں سے غائب ہو گیا اور میں آج بھی آپ کو اس علاقے میں اُس کے آثار دکھا سکتا ہوں۔ میری عمر ستّر سال سے زائد ہے اور تب سے مَیں ایک کیتھولک عیسائی ہوں۔ میرے لئے بہت مشکل ہے کہ میں واپس اسلام کی طرف لوٹ جاؤں لیکن چونکہ ایمان ابھی تک ہمارے خون میں ہے اس لئے ہمارے بچوں اور نئی نسل کو اختیار ہے کہ وہ آزادی سے اسلام قبول کریں اور آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ چنانچہ اس وقت تبلیغی نشست میں تینتالیس (43) لوگوں نے بیعت کی۔

اسی طرح کونگو (Congo) میں ایک گاؤں سے ایک وفد کنشاسا آیا تھا اور یہ وفد بھی اپنے علاقے میں جو امام تھا اس کے ساتھ آیا تھا۔ جلسہ کے بعد ان کی تربیتی کلاس ہوئی چنانچہ واپس جا کر انہوں نے احمدیت کا پیغام پہنچایا تو علاقے میں 250 سے زائد بیعتیں ہوئیں۔

اسی طرح لائبیریا ہے، مختلف علاقے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لوگوں کے دل کھولے اور خوابوں کے ذریعہ یا کسی اور ذریعہ سے انہوں نے بیعت کی۔

مساجد کی تعمیر

جماعت احمدیہ کو دورانِ سال اللہ تعالیٰ کے حضور جو مساجد پیش کرنے کی توفیق ملی، اُن کی مجموعی تعداد 399 ہے جس میں سے 164 نئی تعمیر ہوئی ہیں اور 235 مساجد بنی بنائی عطا ہوئی ہیں۔ اور اس میں امریکہ، یورپ، افریقہ، ایشیا، آسٹریلیا مختلف علاقوں کی مساجد ہیں۔

مختلف ممالک میں جماعت کی جہاں پہلی مسجد تعمیر ہوئی ہے، اُن میں چاڈ (Chad) ہے۔ یہاں پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔ کونگو برازاویل میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔ وینزویلا میں جماعت کو ملک کے جنوبی حصے میں میراکیبو (Maracaibo) کے علاقے میں پہلی مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی۔ اور اس علاقے میں ایک تبلیغی پروگرام کے تحت پندرہ بیعتیں بھی ہوئیں۔ پھر اکیوٹوریل گنی (Equatorial Guinea) میں اس سال پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا گیا ہے۔ بولیویا (Bolivia) میں ایک قطعہ زمین مسجد کے لئے خرید لیا گیا ہے اور اسی طرح بہت سارے علاقے ہیں جہاں مسجد کے لئے زمینیں خرید لی گئی ہیں۔

مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں بعض ایمان افروز واقعات

مساجد کے ضمن میں جو بعض ایمان افروز واقعات ہیں، اُن کا ذکر کرتا ہوں۔

بینن (Benin) میں بوئی کون (Bohicon) ریجن ہے، اس گاؤں میں جماعت کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ وہاں بھی مسلمانوں کی تعداد کافی ہے۔ جب اس مسجد کے سنگِ بنیاد کی اطلاع اس علاقے کے بڑے امام کو ہوئی کہ احمدی یہاں مسجد بنانے لگے ہیں، تو اس نے گاؤں کے مُلّاں کو پیغام بھیجا کہ مَیں احمدیت کے مقابلے پر دو منزلہ بڑی مسجد بناؤں گا جو نہایت ہی عالیشان ہوگی۔ جب اُس کا یہ دعویٰ وہاں کے تحصیلدار نے سنا، وہ عیسائی ہے لیکن شریف النفس ہے تو اُس نے کہا کہ اب چاہے یہ دس منزلہ مسجد بنائے پہلی مسجد تو اس علاقے میں جماعت احمدیہ ہی کی ہے۔

پھر بینن میں ہی پوبے (Pobe) ریجن کے غیر احمدی مولویوں نے سارے زون کا دورہ کر کے علاقے کے تینوں بڑے قصبوں میں جا کر غیر احمدی ملاؤں سے مل کر ایک میٹنگ کا اہتمام کیا اور آٹھ گاڑیوں پر مشتمل مولویوں کا وفد ایک دن وہاں میٹنگ کے لئے گیا۔ میٹنگ میں اس بات پر گفتگو ہوئی کہ احمدیت اس زور شور سے پھیلتی چلی جا رہی ہے اور جماعت کی ترقیاتی منصوبوں اور تربیتی کلاسز اور تعمیر مساجد کا ذکر کیا اور پھر کہا کہ ہم کیا کریں کہ اسلام ترقی کرے؟ اسلام کو طاقت نصیب ہو اور احمدیت کا خاتمہ ہو۔ یہ مولویوں کے ارادے تھے۔ اس سوال پر وہاں موجود دوسرے لوگوں نے اُن ملاؤں کو کہا کہ تم احمدیت کو بھلا کس طرح ختم کر سکتے ہو۔ وہ لوگ تو دور دور دیہاتوں میں جا کر بھی مساجد تعمیر کرتے ہیں اور لوگوں کو قرآن اور اسلام کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور اگر واقعہ میں تم اُن کو ختم کرنا چاہتے ہو تو پہلے اُن جیسے کام تو کرو۔ شہروں کے بجائے دور دراز علاقوں میں مساجد کی تعمیر کرو، بچوں کی اسلامی تعلیم کے لئے مدرسے قائم کرو، لوگوں کو یہ باور کراؤ کہ تم بھی اسلام کی ترقی کے لئے کچھ کام کر سکتے ہو۔ چنانچہ بحث و تمحیص کے بعد یہ قصہ ختم ہو گیا۔

پھر آئیوری کوسٹ کی ایک رپورٹ ہے کہ وہاں پیدرو ریجن کے شہر گابیاجی (Gabiaji) کے بڑے امام سمیت کچھ افراد نے احمدیت قبول کی۔ امام صاحب ایک دولتمند اور انتہائی سادہ مزاج انسان ہیں۔ انہوں نے اپنے ذاتی پلاٹ پر اپنے خرچ سے مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ جب یہ بڑی پختہ مسجد تعمیر کے آخری مراحل میں تھی تو اُس شہر کے مُلّاؤں نے امام کے پاس جا کر احمدیت کے خلاف باتیں کرنی شروع کر دیں اور امام صاحب سے کہا کہ یہ مسجد احمدیوں کو نہ دیں اور اگر آپ نے ایسا کیا تو شہر کے تمام مسلمان آپ کا بائیکاٹ کر دیں گے اور اس کے علاوہ مالی نقصان کی دھمکیاں بھی دیں۔ امام جو بڑے ضعیف العمر تھے یہ بات سن کر گھبرا گئے اور مسجد کی نگرانی مُلّاؤں کے سپرد کر دی اور کہا کہ مَیں دل سے احمدی تھا اور اب بھی ہوں مگر مُلّاؤں نے میرے گرد گھیرا ڈالا ہوا ہے آپ میرے لئے دعا کریں۔ آخر کچھ دن کے بعد شہر میں ایک بڑے جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس میں امام نے، جنہوں نے مسجد بنائی تھی، اپنا فیصلہ سنانا تھا تو انہوں نے یہاں دعا کے لئے بھی مجھے لکھا کہ یہ حالات ہیں اللہ تعالیٰ امام کو ثباتِ قدم عطا کرے۔ چنانچہ رات کو شہر کی مین شاہراہ پر جلسہ منعقد ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امام نے اُس دن بڑی جرأت سے حاضرین کے سامنے اپنے احمدی ہونے کا اعلان کیا اور مسجد کے کاغذات اور چابی جماعت کے سپرد کر دی۔

تو اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں۔ اور ہماری جماعت کی جو مساجد ہیں وہاں تو غیر از جماعت جو ہیں وہ بھی آ کے دعا کرتے ہیں اور سکون پاتے ہیں۔ کئی ایسے واقعات ہیں۔ کینیڈا میں بھی ایک ہوا ہے۔

جماعت کو معجزانہ رنگ میں مسجد کی زمین ملنے کا ایک واقعہ ہے۔ آئیوری کوسٹ میں بندوقو (Bandoukou) کا شہر مُلّاؤں کا شہر کہلاتا ہے، یہ بندوقو شہر کا نام ہے۔ یہ اردو کا بندوق نہیں ہے جو اکثر مولویوں کے پاس ہوتی ہے۔ کٹّر قسم کے مُلّاں یہاں رہتے ہیں اور اس شہر کو ہزار مساجد کا شہر کہا جاتا ہے۔ اس شہر پر بڑے امام کا مکمل کنٹرول ہے جو جماعت کا شدید مخالف ہے۔ کہتے ہیں جب جماعت نے مسجد کے لئے قطعہ زمین کی تلاش شروع کی تو یہاں کے مولویوں کی طرف سے ایک وفد میئر کو ملنے گیا اور کہا کہ ایک تو یہ مسلمان نہیں ہیں اور دوسرا پاکستانی دہشتگرد ہیں ان کو بالکل زمین نہیں دینی۔ چنانچہ میئر نے ہماری درخواست ردّ کر دی۔ پھر گورنر کو درخواست دی گئی۔ گورنر کے پاس بھی یہ وفد گیا اُس نے بھی ردّ کر دی۔ وہ پریشان تھے، آخر دعاؤں میں لگے رہے مجھے لکھتے رہے اور 27 مئی 2008ء کو خلافت جوبلی کی جو صد سالہ تقریبات ہوئیں اُس میں انہوں نے گورنر، میئر اور پولیس اور ملٹری افسران کو بلایا اور بڑی اچھی تقریب ہوئی۔ اُس دن جماعت کے احباب نے دعائیں بھی بہت کیں، اس مسجد کے لئے بھی تہجد میں دعائیں کی گئیں۔ گورنر نے یہ تقریب اٹینڈ (Attend) کرنے کے بعد واپس جا کر اگلے دن ہمارے مشنری کو بلایا اور کہا کہ مجھے نہیں پتہ تھا کہ جماعت احمدیہ ایسے کام کر رہی ہے اور اس طرح امن پسندی کی تعلیم دیتی ہے اور خدمتِ انسانیت کر رہی ہے۔ اس لئے آپ جس جگہ، جہاں چاہتے ہیں مَیں آپ کو زمین دیتا ہوں، بیشک مولوی مخالفت کرتے رہیں۔ چنانچہ انہوں نے بڑی اچھی جگہ پر گورنمنٹ کی زمین پر ہمیں ایک پلاٹ دے دیا۔ حالانکہ وہاں بہت ساری دوسری کمپنیوں کی بھی درخواستیں آئی ہوئی تھیں۔

مشن ہاؤسز/ تبلیغی مراکز میں اضافہ

پھر کئی ممالک ایسے ہیں جن میں جماعت کا پہلا تبلیغی مرکز قائم ہوا۔ چار یورپین ممالک ہیں۔ افریقہ میں Cape Varde آئی لینڈ ہے۔ یورپ میں میسیڈونیا، سلوینیا، استونیا اور آئس لینڈ ہیں۔ یونان میں بھی قائم کیا گیا۔ ترکی میں ایک عمارت خریدی گئی۔ کوسوو میں بھی جماعت کا اپنا مرکزی سینٹر اور مرکز نماز جو ہے تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔

مشن ہاؤسز۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دورانِ سال ہمارے تبلیغی مراکز میں 106 کا اضافہ ہوا ہے اور اب تک گزشتہ سالوں کو شامل کر کے 102 ممالک میں تبلیغی مراکز کی کل تعداد 2117 ہو چکی ہے۔ اور اس میں بھی ہندوستان کی جماعت سرِفہرست ہے، یہاں 36 مراکز قائم ہوئے۔ میلبرن سینٹر کو مسجد اور کمیونٹی کے لئے استعمال کی کونسل نے مخالفت کے باوجود اجازت دے دی۔ علاقے کے لوگوں نے بہت مخالفت کی لیکن کونسل نے اجازت دے دی۔ ایک شخص نے عدالت میں اپیل کر دی اور کہتے ہیں کہ ہم بڑے پریشان تھے، مجھے بھی لکھتے رہے اور کہتے ہیں کہ اُن کو میرا یہ جواب گیا کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو خود دور کر دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور انہوں نے لکھا ہے کہ چند دن ہوئے کورٹ کا فیصلہ جماعت کے حق میں ہو گیا اور یہ بھی کہ اب کسی جگہ بھی اس کے خلاف اپیل نہیں ہو سکتی، یہ کورٹ نے فیصلہ کیا ہے۔

سٹاک ہالم (سویڈن) میں بھی جماعتی سینٹر خریدا گیا اور بڑی اچھی جگہ ان کو مل گیا اور بڑا سستا مل گیا۔ جب یہ خریدا جانے والا تھا تو ساڑھے چار ملین کرونر کی ڈیمانڈ تھی اور یہ مجھے لکھ رہے تھے کہ ہمارے پاس اتنی رقم نہیں ہے۔ اُن کو میں نے یہی جواب دیا تھا جو بھی ہوگا مرکز مدد نہیں کرے گا، اپنے وسائل اور ذرائع سے ہی یہ مرکز خریدیں۔ چنانچہ ایک کوشش وہ کرتے رہے۔ پھر کچھ تھوڑی سستی قیمت ہوئی۔ پھر انہوں نے لکھا تو مَیں نے کہا آپ جلدی نہ کریں، مل جائے گا انشاء اللہ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جو کرائسز (Crises) آیا، ساری جائیدادوں کی قیمتیں نیچے چلی گئیں، اُس میں جتنی رقم اُن کے پاس موجود تھی اُسی میں یہ مل گیا۔ تو اس لحاظ سے یہ کرائسز ہمارے لئے تو فائدہ مند ہوا ہے۔

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر309

مکرم رضا السید علی دوالی صاحب

مکرم رضا دوالی صاحب کا تعلق مصر سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1959ء میں ہوئی۔2009ء میں ایم ٹی اے کے ذریعہ ان کا جماعت سے تعارف ہوا اور 25دسمبر 2010ءکوانہیں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا حال تحریر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

کہیں کوئی غلطی ضرور ہے

33 سال پہلے انجینئرنگ کالج میں پڑھائی کے دوران میرے اندر دین کی حقیقت جاننے اور صحیح راستے کو تلاش کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔تحقیق کی ابتدا میں نے اپنے علاقے کے مشہور فرقوں کے بارہ میں مطالعہ سے کی۔ چنانچہ میں نے سلفیوں، انصار السنۃ، اخوان المسلمین اور تبلیغی جماعت وغیرہ کا بہت سا لٹریچر پڑھا۔ان فرقوں کی کتب میں سب سے نمایاں بات مجھے یہ نظر آئی کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بڑی آسانی سے کفر کا فتویٰ صادر کردیا جاتا ہے۔ یہ صورتحال کسی طور بھی اطمینان بخش نہ تھی۔میرا دل کہتا تھا کہ کہیں کوئی غلطی ضرور ہے ورنہ کلمہ گو ایک دوسرے کے خلاف اس طرح فتاویٰ کفر صادر نہ کرتے۔

ایک منبر سے دومتضاد باتیں

ان فرقوں کی کتب میں جب میں حدیث نبوی: ’’مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہانتک کہ وہ لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کا اقرار کرلیں‘‘ کا مطلب پڑھتا تو مخالفینِ اسلام کو اس اعتراض میں حق بجانب سمجھتا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ گو میرا دل کہتا تھا کہ اسلام حجت وبرہان سے پھیلا ہے نہ کہ سیف وسنان سے لیکن مذکورہ بالا حدیث اور اس کی شرح میرے سامنے آ کھڑی ہوتی تھی۔ مجھے اپنے علماء پر بہت زیادہ تعجب ہوتا تھا کیونکہ وہ ایک ہی منبر سے مذکورہ بالا دونوں متضاد باتیں کہنے سے ذرہ برابر بھی نہ ہچکچاتے تھے۔ اور اگر کوئی اس بارہ میں ان سے بحث کرتا یا دلائل دینے کی کوشش کرتا تو وہ جھٹ اس پر جہالت اور الحاد کا فتوی لگا دیتے ہیں۔

پھر کالج میں اگر ہمیں کوئی عیسائی نظر آجاتا تو سلفیوں کے عقائد کے مطابق ہم اُس پر راستہ تنگ کرنے کی کوشش کرتے اور اسے عین اسلام سمجھتے،جبکہ دوسری طرف ایسی احادیث اور عبارتیں بھی دوہراتے کہ جن میں اہل کتاب کے ساتھ رواداری اور ان کا خیال رکھنے کی تعلیم ہے۔ میں اس دورنگی سے سخت پریشان ہوتا اور جب علماء سے پوچھتا تو وہ اور الجھنوں میں الجھادیتے۔

منفی تصویر کا اثبات

مکرم رضا السید صاحب کہتے ہیں کہ ان تضادات کے ساتھ کوئی کب تک جی سکتا ہے۔ میں بھی نتیجۃً آہستہ آہستہ مذہب سے دور ہٹنے لگا اور نماز روزہ اور بنیادی معروف اخلاق کی پابندی کی حد تک ہی محدود ہو کے رہ گیا۔

ہمارے معاشرے میں بعض ٹی وی ڈراموں میں مولویوں کی منفی تصویر دکھائی جاتی ہے، اور میں اس کا بشدّت مخالف تھا لیکن اب آہستہ آہستہ میرے خیالات بھی بدلنے لگے اور میں نے کہا کہ ڈراموں میں ان کی جو تصویر دکھائی جاتی ہے وہ بالکل درست ہے۔ کیونکہ ان کے اقوال واعمال میں بہت زیادہ تضاد ہے۔ یہ علماء ایک طرف تو ٹی وی گھر میں رکھنا ناجائز سمجھتے ہیں اور دوسری طرف مختلف ٹی وی پروگرامز میں سادہ لوگوں کی توجہ حاصل کرنے اور اپنی خوبیوں کے پرچار کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اگر ٹی وی دیکھنا اچھی بات نہیں ہے تو یہ علماء کس کے لئے اپنے پروگرام ریکارڈ کراتے ہیں؟ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ عوام الناس ان مولویوں کو ان تمام تضادات کے باوجود علماءِ ربانی ہی سمجھتے ہیں۔

اسلام کا دفاع اور نام نہاد علماء

دن گزرتے گئے اور میرا ان علماء کی اکثریت سے اعتبار اٹھ گیا یہاں تک کہ 2006ء میں جب دریدہ دہن پادری زکریا پطرس نے اپنے پروگرام میں پرانے مفسرین اور علماء کی کتب کے حوالے دکھا دکھا کر کے اسلام پر بڑے تمسخرانہ اور توہین آمیز انداز سے حملہ شروع کیا تو ہر غیرت مند مسلمان کا خون کھولنے لگا لیکن ایسے حالات میں وہابی اور سلفی چینلز کی لاپرواہی نہایت تعجب خیز تھی۔ جب لوگ ان سے کہتے کہ اِس پادری کا جواب کیوں نہیں دیتے ؟ تو یہ مولوی حضرات کہتے کہ تم اس کا پروگرام مت دیکھو اور اس بھیڑیئے کو بھونکنے دو۔ جہاں تک اس کے اعتراضات کا جواب دینے کا تعلق ہے تو ہم اس سے زیادہ اہمیت کے حامل امور میں مصروف ہیں۔ میں سوچتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا دفاع اور اسلام پر حملے کے جواب سے زیادہ اہم کام کونسا ہوسکتا ہے؟!

یہ مولوی اس دجال کا جواب دے بھی کیسے سکتے ہیں کیونکہ اس کے بیان کردہ بہت سے شبہات خود انہی مولویوں کے پیدا کردہ ہیں جیسے قتل مرتد اور رضاع کبیر یعنی بڑی عمر کے لڑکے کو دودھ پلا کر رضاعی بیٹا بنانے کا مسئلہ۔

ایم ٹی اے مل گیا

2009ء میں اتفاق سے مجھے ایم ٹی اے مل گیا جس پر اس وقت نورانی چہرہ والے ایک بزرگ محترم مصطفیٰ ثابت صاحب کا پروگرام ’’اجوبۃ عن الایمان‘‘ چل رہا تھا۔جس میں پادری زکریا پطرس کے اعتراضات کا جواب دیا جارہا تھا۔تھوڑی دیر بعد میں نماز کیلئے اٹھ گیا اور جب واپس آیا تو پروگرام الحوار المباشر لگا ہوا تھا جس میں مسیح کی صلیبی موت اور عیسائی عقیدہ کفارہ کے بارہ میں بات ہورہی تھی۔اس گفتگو میں پادری حضرات بھی شامل تھے لیکن جس وقار اور اعلیٰ اخلاق کے ساتھ یہ پروگرام پیش کیا جارہا تھا اس کی مثال میں نے مولویوں کے کسی پروگرام میں نہ دیکھی تھی۔پھر صلیبی موت سے مسیح کی نجات اور کفارہ کے ردّ میں پیش کئے جانے والے دلائل بھی نہایت مضبوط تھے اور میں نے پہلی بار سنے تھے۔

میں نے حسنِ ظن کرتے ہوئے سوچا کہ ایم ٹی اے شاید سلفیوں کا چینل ہے جسے بالآخر دفاع اسلام کا خیال آ گیا ہے۔لہٰذا میں نے دل ہی دل میں سلفیوں کے اس قدم کو بہت سراہا۔لیکن میرا یہ حسنِ ظن زیادہ دیر تک قائم نہ رہا کیونکہ پروگرام کے دوران ہی ایک عالم کی اس بات نے مجھے چونکا دیا کہ کہ مسیح زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ فوت ہو چکے ہیں۔ یہ بات سنتے ہی میں شک میں پڑ گیا، اور پروگرام دیکھنے کے ساتھ ساتھ اس چینل کی حقیقت جاننے کی کھوج میں بھی رہا جس نے آن کی آن میں میری زندگی میں انقلاب پیدا کردیا تھا۔جس کے علماء نے میری سوچ کے دھارے ہی بدل ڈالے تھے۔

پھر مجھے جلد ہی معلوم ہوگیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں سلفیوں نے قادیانی کے نام سے مشہور کیا ہوا ہے۔

میں سلفیوں کے جماعت کے خلاف پرپیگنڈے سے دور ایم ٹی اے کے ذریعہ جماعت کے عقائد کے بارہ میں معلومات حاصل کرتا رہا۔ رفتہ رفتہ خدا کے فضل سے میری تسلی ہوتی گئی اور بالآخر میرے لئے جماعت احمدیہ کی سچائی روشن ہوگئی۔

قبل از بیعت مخالفت

خود مطمئن ہوکر میں نے اپنے ساتھ کام کرنے والوں اور رشتہ داروں سے بھی جماعتی مفاہیم اور عقائد کی باتیں کرنی شروع کردیں۔ جماعتی فکر اور تفاسیر چونکہ صحیح اسلامی رنگ لئے ہوئے ہیں اس لئے ان کا انکار ممکن نہیں ہے۔ یہی بات تھی کہ میں جس کے ساتھ بھی ان امور کے بارہ میں بات کرتا وہ بہت خوش ہوتا اور اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتا۔لیکن جونہی میں جماعت کا ذکر کرتا تو وہ کہتا کہ اس کے بارہ میں علماء سے مشورہ کرنا چاہئے اور پھر بعض علماء سے مشورہ کے بعد آکر مجھے کہتا کہ یہ کافر جماعت ہے کہیں اِس جماعت کے جال میں نہ پھنس جانا۔ میں ان سے کہتا کہ یہ تبدیلی کیسی؟ ابھی تو تمہیں یہ سب باتیں اچھی لگ رہی تھیں اور ان میں منطق نظر آتی تھی۔ پھر ابھی ایسا کیا ہوگیا کہ تم یکسر بدل گئے؟ اس کے پاس سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ ہوتا کہ علماء کا کہنا ہے کہ یہ مرتد اور گمراہ فرقہ ہے، اور علماء ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ میں ایسے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرتا تو وہ بجائے میری بات سمجھنے کے مجھے ایسے گھورنے لگتے جیسے مجھے کھا ہی جائیں گے، حالانکہ اس سے پہلے وہ میرا بڑا احترام کرتے تھے، اب وہ میرے بارہ میں ایسی باتیں کرنے لگ گئے جیسے میرا اسلام سے کوئی تعلق ہی نہ ہو، نیز میرے بارہ میں ایک دوسرے سے یہ کہنے لگے کہ یہ شخص جنّوں کے وجود اور جادو کا منکر ہونے کے علاوہ فلاں فلاں عقیدہ سے بھی انکاری ہوگیا ہے۔ الغرض میرے بارہ میں یہ ساری باتیں پھیلا کر اس قدر پروپیگنڈا کیا گیا کہ ہرا یرا غیرا مجھ سے استہزاء کرنے لگا۔ میں اتمامِ حجت کی خاطر اکثر اس غلط پروپیگنڈہ کا جواب تو دیتا لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ان لوگوں کی مخالفت اس قدر بڑھی کہ ان میں سے بعض نے میرے خلاف پولیس کو شکایت کرنے کا پروگرام بھی بنالیا کہ یہ شخص عامۃ الناس میں کافرانہ خیالات کا پرچار کررہا ہے۔لیکن بعض شریف لوگوں نے انہیں ایسا قدم اٹھانے سے روک دیا۔

مخالفت نے احمدیت کے قریب کردیا

شروع شروع میں مجھے ان کی کارروائیوں سے خوف آتا تھا لیکن حق کو پوری طرح پہچاننے اور حقیقت واضح ہوجانے کے بعد خدا کے فضل سے مجھے کسی بات کی پرواہ نہ رہی۔

عام حالات میں شاید میری بیعت تاخیر سے ہوتی لیکن مخالفین کی سرگرمیوں کی وجہ سے میرے قدم اس مبارک جماعت کی طرف نہایت تیزی سے بڑھنے شروع ہوگئے۔ ایک دن مجھے اِن علماء کی طرف سے تیار کی گئی ایک سی ڈی ملی جس میں ان کا دجل کھل کر سامنے آ گیا اور یہ بات بیعت کا قدم اٹھانے میں بڑی ممد ومعاون ثابت ہوئی۔ اس سی ڈی میں جماعت کے بارہ میں بہت سے اعتراضات کو دہرایا گیا تھا جن کا تفصیلی جواب ایم ٹی اے پر دیا گیا ہے اور دہرایا بھی جاتا ہے۔لیکن اس سی ڈی میں ایک دجل سے بھی کام لیا گیا تھا۔مخالفین نے مکرم ہانی طاہر صاحب کے ایک پروگرام سے کئی کلپس کاٹ کر غلط مفہوم پیدا کرکے اس کے ذریعہ لوگوں کو بہکانے کی کوشش کررہے تھے۔ اگر میں نے ہانی صاحب کا وہ پروگرام خود نہ دیکھا ہوتا تو شاید میں بھی ان کے جھانسے میں آجاتا، لیکن چونکہ میں خود وہ پروگرام دیکھ اور سن چکا تھا اس لئے اِن لوگوں کا دجل مخفی نہ رہ سکا۔ ہانی صاحب نے اس پروگرام میں کہا تھا کہ ’’فرض کریں کہ انجیل میں تحریف نہیں ہوئی ......‘‘ اور ان لوگوں نے اس جملے سے ’’فرض کریں‘‘ کے الفاظ حذف کرکے پروپیگنڈہ کرنا شروع کردیا کہ احمدی کہتے ہیں کہ ’’انجیل میں تحریف نہیں ہوئی۔‘‘

چنانچہ جو سی ڈی مخالفین احمدیت نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بنائی تھی، حقیقت عیاں ہونے کے بعد بفضلہ تعالیٰ وہی سی ڈی میری ہدایت اور بیعت کرنے کا محرّک ثابت ہوئی۔

قبول حق کی آخری منزل

قبول احمدیت کے سفر میں آخری سے پہلی منزل سلفیوں کے بارہ میں الحوار المباشر کے پروگرام تھے جس میں ان لوگوں کی کمزوری اور جماعتی دلائل وبراہین کی قوت خوب کھل کر سامنے آگئی۔

میرے اس قبول حق کے سفر کی آخری کڑی 14 دسمبر 2010 ءکو ہونے والا پروگرام سبیل الہدی تھا۔ میرے دل میں اکثر یہ سوال اٹھتا تھا کہ جماعت احمدیہ کے پیش کردہ مضبوط لائل کے باوجود علماءِ سلف نے ان کی کوئی پرواہ کیوں نہیں کی؟ یہ سوچتے ہی معًا یہ قرآنی آیت مجھے یاد آگئی کہ [سَاَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ۔ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا(الاعراف: 147)] یعنی میں ان لوگوں (کی توجہ) کو اپنی آیات سے پھیردوں گا جو ناحق زمین میں تکبر کرتے ہیں۔ اور اگر وہ ہر ایک نشان بھی دیکھ لیں تو اُس پر ایمان نہیں لاتے۔

پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ حق کو پہچان کر اپنے غلط خیالات کو ترک کرنا ان کے لئے کیوں مشکل ہوگیا ہے؟ یہ سوچتے ہی میرے ذہن میں یہ آیت آئی کہ [اُولٰٓـئِكَ الَّـذِيْـنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ(البقرة:87)] یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی خریدلی۔

پھر جب اس روز پروگرام سبیل الہدی شروع ہوا تو محترم ہانی صاحب نے اسی مضمون سے ابتدا کی اور انہی آیات سے اس مضمون پر روشنی ڈالی۔ یہ بات میرے لئے کسی نشان سے کم نہ تھی۔ چنانچہ میں نے پوری دلی تسلی اور اطمینان سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام ہی مسیح موعود وامام مہدی ہیں۔ اور فورًا میں نے بیعت کا خط ارسال کردیا۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے امام الزمان پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی اور دعا گو ہوں کہ وہ میرے اہل خانہ کو بھی قبولِ احمدیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

مجلس انصاراللہ برطانیہ کی سالانہ چیریٹی واک کا کامیاب انعقاد

1985ء سے اب تک 28 سالانہ چیریٹی واکس کے ذریعہ لاکھوں پاؤنڈ کی رقم تقسیم کی جاچکی ہے

(رپورٹ: ناصر پاشا)

اسلام کی تعلیمات میں بنی نوع انسان کی خدمت کو بہت بلند مقام دیا گیا ہے اور قرآن کریم میں بارہا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کی تکالیف کا ازالہ کرنے کی ہرممکن کوشش کریں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ بھی خدمت خلق کو قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شرائط بیعت میں بیان فرمودہ نویں شرط میں ضرورتمندوں کی مدد کرنے کے متعلق خصوصی تاکید فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ بحیثیت مجموعی اور اس کی ذیلی تنظیمیں اور دیگر ادارے بھی اپنے اپنے دائرہ میں رفاہی امور کی سرانجام دہی میں سرگرم رہتے ہیں اور بنی نوع انسان کی خدمت کی سعادت کے عطا ہونے کو محض اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ یوکے کو

سالہا سال سے یہ سعادت مل رہی ہے کہ ہرسال چیریٹی واک کے ذریعہ ہزاروں پاؤنڈ کی خطیر رقم اکٹھی کرکے دنیا میں مختلف خطّوں میں کام کرنے والی ایسی چیریٹیز کے ذریعہ تقسیم کی جاتی ہے جو بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے

تعلیم وصحت کے میدانوں میں مسلسل سرگرم عمل ہیں۔

امسال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مجلس انصاراللہ یوکے نے 8 جون 2014ء بروز اتوار اپنی سالانہ چیریٹی واک مسجد بیت الفتوح مورڈن میں منعقد کی۔ اس واک کے ناظم اعلیٰ مکرم منصور احمد کاہلوں صاحب (نائب صدر اوّل) تھے۔ مکرم وسیم احمد چودھری صاحب صدر مجلس نے ریجنل انتظامی کمیٹیاں بھی مقرر کیں تاکہ بہتر طریقے سے انتظامات طے پاسکیں اور مسلسل ان کمیٹیوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے حوالہ سے راہنمائی بھی کی۔

جماعت احمدیہ کے زیرانتظام ایسی چیریٹی واکس کا آغاز 28 سال قبل 1985ء میں کیا گیا تھا اور تب سے یہ باقاعدگی سے ہرسال منعقد کی جارہی ہیں۔ اب تک جمع کی جانے والی رقم کے نتیجے میں برطانیہ سے تعلق رکھنے والے 90 خیراتی اداروں کو رقوم فراہم کی جاچکی ہیں تاکہ اُن کے خدمت خلق کے کاموں میں مدد کی جاسکے۔ نیز ان چیریٹی واکس کے نتیجہ میں گزشتہ تین سالوں میں ساڑھے سات لاکھ پاؤنڈ سے زائد رقم اکٹھی کرکے مختلف اداروں میں تقسیم کی گئی۔ نیز افریقہ میں آنکھوں کے تین ہزار سے زیادہ آپریشنز اور پانی کے بیس کنوؤں کے منصوبوں کے لئے اڑہائی لاکھ پاؤنڈ سے زائد پیش کئے گئے۔ گزشتہ سال مانچسٹر میں منعقد ہونے والی سالانہ چیریٹی واک کے ذریعہ اڑہائی لاکھ پاؤنڈ (£250000) کی خطیر رقم اکٹھی کرکے تقسیم کی گئی تھی۔

امسال منعقد ہونے والی مجلس انصاراللہ کی چیریٹی واک میں 1600 سے زائد افراد شریک ہوئے۔ پانچ میل کی چیریٹی واک کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی رقم دو لاکھ اکیس ہزار پاؤنڈ (£221000) تھی۔ اُسی روز منعقد ہونے والی تقریب میں ایک لاکھ چھیالیس ہزار پاؤنڈ (£146000) کی خطیر رقم کے چیک 27 چیریٹیز کے نمائندگان کو پیش کردیئے گئے۔ توقع ہے کہ مجموعی طور پر اکٹھی کی جانے والی رقم تین لاکھ پاؤنڈ کے قریب ہوگی جس سے مزید 13 چیریٹی ادارے استفادہ کرسکیں گے۔

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

تعارف کتاب

نام کتاب: "حکایت دارورسن"۔
راہ مولیٰ میں اسیری کی سرگزشت

زبان: اردو

تعداد صفحات: 636

کور: رنگین مجلّد

مصنف: محمد الیاس منیر

کتاب ملنے کا پتہ:

Fam.Munir
Margarete-Steiff-Str.8
60438FrankfurtamMain,Germany
mmunir@web.de:eMail

مسجد احمدیہ ساہیوال پاکستان پر 26 اکتوبر 1984ء کی صبح شرپسند مُلّاؤں اور ان کے چیلوں نے حملہ کرکے مسجد کی پیشانی پر نقش کلمہ طیبہ اور محرابوں پر لکھی ہوئی قرآنی تحریریں اور احادیث مٹانے کی مذموم کوشش کی تھی۔ اس موقع پر ایک احمدی دوست کے دفاعی اقدام کے نتیجہ میں دو حملہ آور موقع پر ہی ہلاک ہوگئے تھے۔ کلمہ طیبہ کی حفاظت کے اس 'جرم' میں دس سال تک چھ افراد جماعت احمدیہ کو راہِ مولیٰ میں اسیری کا اعزاز نصیب ہوا۔ ان اسیران راہ مولیٰ نے طویل عرصہ تک قید وبند کی جو صعوبتیں برداشت کیں، اس کی سچی سرگزشت مکرم محمد الیاس منیر صاحب نے قلم بند کی ہے جو اس وقت ساہیوال میں بطور مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ڈیوٹی پر تھے اور انہیں بھی راہ مولا میں اسیری کا یہ اِعزاز نصیب ہوا تھا۔ انہوں نے اصحاب الکہف والرقیم بن کر اسیری کے دوران اپنی جیل کہانی ڈائری کی صورت میں رقم کی تھی۔ جس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ:

"آپ کی سرگزشت بھی اِن دنوں زیر مطالعہ ہے۔ چند صفحے پڑھتا ہوں تو جذبات سے اتنا مغلوب ہوجاتا ہوں کہ مزید پڑھنا بس کی بات نہیں رہتی۔ اللہ پھر ہمت عطا فرمادیتا ہے۔ انشاء اللہ اسے مناسب وقت پر کثرت سے شائع کرواؤں گا۔" (مکتوب 28.08.1985)

اسی طرح حضور رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

"چنانچہ اِنہیں تحریروں میں سے ہمارے ایک عزیز بہت ہی پیارے خادمِ سلسلہ الیاس منیر صاحب کی بعض تحریریں ہیں جو یہاں میں نے اکٹھی کی ہیں۔ وہ اصحاب کہف بھی ہیں واقعتہً بھی اصحاب کہف بن گئے ان معنوں میں کہ خدا کی خاطر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور رقیم بھی بن گئے کیونکہ انہوں نے اپنے جیل کی ساری داستان شروع سے آخر تک اپنے ہاتھ سے لکھ کر مختلف وقتوں میں مجھے بھجوائی۔ اب اس کی آخری قسط کل موصول ہوئی اور اُس وقت مجھے خیال آیا کہ واقعتہً ظاہری طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ میں اصحاب الکہف والرقیم پیدا فرمادیئے۔ عمداً میں نے اس کی اشاعت روکی ہوئی ہے کسی مصلحت کے پیش نظر۔ لیکن وہ جب اشاعت ہوگی تو جماعت کے لٹریچر میں ایک بڑا قیمتی اضافہ ہوگا اور جماعت کی تبلیغ کیلئے بھی اِنشاء اللہ بہت ہی ممد ومفید ثابت ہوگی جب بھی وہ کتاب شائع ہوگی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 1987ء بحوالہ خطبات طاہر جلد 6 صفحہ 121-122)

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ایک طویل انتظار کے بعد یہ سرگزشت کتابی صورت میں شائع ہوگئی ہے۔ اس کی اشاعت کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"اللہ کرے کہ یہ کتاب پڑھنے والوں کے اندر قربانیوں کی ایک نئی روح پھونکنے کا ذریعہ ثابت ہو، اللہ آپ کو جزاء دے کہ آپ نے اس میں اسیری کے واقعات کو اکٹھا کرکے آئندہ نسلوں کے ایمان وایقان میں جلا پیدا کرنے کے سامان کردیئے ہیں، جزاکم اللہ احسن الجزاء۔"

(حکایتِ دارورسن صفحہ 8)

مصنف نے اپنی اس کتاب میں اسیر راہ مولیٰ بننے، قید وبند کی صعوبتیں جھیلنے اور دارورسن تک رسائی کی نوبت آنے کا قطعی امکان پیدا ہونے اور حسب بشارت الٰہی بالآخر قید سے رہائی پانے کے واقعات اور اس ضمن میں ہونے والے غیرمعمولی الٰہی تصرفات کے ایمان افروز حالات و واقعات کو بہت پُر اثر انداز میں بیان کرکے جماعت احمدیہ کی آئندہ نسلوں کی رہنمائی کے لئے انہیں محفوظ کردکھایا ہے تاکہ وہ بھی ان راہوں پر چلنے کا عزم و حوصلہ اپنے اندر پیدا کرکے قربانیاں پیش کرتی چلی جائیں یہاں تک کہ تاریکی کے فرزندوں کے پھیلائے ہوئے اندھیرے ہمیشہ کے لئے نابود ہوجائیں اور حق کے ساری دنیا میں پورے طور پر غالب آنے سے کرۂ ارض کا چپہ چپہ اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے۔

صاحب کتاب نے تو راہِ مولیٰ میں پیش آنے والے ایمان افروز واقعات تحریر کرکے اپنا فرض ادا کردیا۔ احباب جماعت اور بالخصوص نئی نسلوں کے نوجوانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان ایمان افروز واقعات کو ذوق وشوق اور عقیدت وارادت سے پڑھیں۔ یہ واقعات ان کے لئے اشاعتِ حق اور خدمت وفدائیت کی راہ میں خود اپنے جوہر دکھانے اور نئی منزلیں طے کرنے میں مہمیز کا کام دیں گے۔

انشاء اللّٰہ العزیز و باللّٰہ التوفیق۔

☆......☆......☆

معمولی توبہ

"جس طرح تمہارے عام جسمانی حوائج کے پورا کرنے کے واسطے ایک مناسب اور کافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح تمہاری روحانی حوائج کا حال ہے۔ کیا تم ایک قطرہ پانی زبان پر رکھ کر پیاس بجھا سکتے ہو۔ کیا تم ایک ریزہ کھانے کا منہ میں ڈال کر بھوک سے نجات حاصل کرسکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح تمہاری روحانی حالت معمولی سی توبہ یا کبھی کبھی ٹوٹی پھوٹی نماز سے یا روزہ سے سنور نہیں سکتی۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 181۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کی اہمیت، اس کے مقام، اس کی تلاوت، اس پر تدبّر، اس پر عمل کرنے کی ضرورت اور اس کے انسانی زندگی پر اثرات سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے پُر معارف بیان اور احباب جماعت کو ان امور کی طرف توجہ دینے کی تاکیدی نصائح

مکرم کلیم احمد وسیم صاحب آف لندن اور مکرم الحاج عاصم زکی بشیر الدین صاحب آف امریکہ کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 11/جولائی 2014ء بمطابق 11 وفا 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔ وَمَنْ کَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔يُرِيْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ ۔وَلِتُکْمِلُوْا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوااللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔(البقرة:186)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہوں یا سفر پر ہوں تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم سہولت سے گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

قرآن کریم کی اہمیت، اس کے مقام، اس پر عمل کرنے کی ضرورت اور کس طرح عمل کرنا ہے، کن لوگوں کے لئے یہ زندگی پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے، انسانی زندگی پر اس کے کیا اثرات ہیں، غرض کہ بیشمار باتیں ہیں جن کی تفصیل ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بتائی ہے۔ اس لئے کہ نہ صرف ہم اس عظیم شرعی کتاب پر عمل کر کے اپنی روحانی، دینی، اخلاقی ترقی کے سامان کریں بلکہ دنیاوی ترقی کے بھی سامان کریں۔ اور اس آیت میں جس کی میں نے تلاوت کی ہے رمضان کے مہینے کے ساتھ جوڑ کر قرآن کریم کی برکات کا رمضان کے ساتھ تعلق قائم فرمایا ہے اور رمضان کے تعلق کو قرآن کے ساتھ قائم کر کے رمضان کی اہمیت مزید اجاگر کی گئی ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کہہ کر بتایا کہ اس آخری شرعی اور کامل کتاب کا تعلق رمضان سے ہے اور جو شخص چاہتا ہے کہ اپنے ایمان میں ترقی کرے، جو چاہتا ہے کہ اس آخری اور مکمل کتاب اور شریعت کو دنیا میں پھیلائے اور دنیا اس کو جان لے، جو شخص چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لے جانے کی کوشش کرے، جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے اور فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ کی آواز سنے تو پھر رمضان اور قرآن کا حق ادا کرے، ان کے آپس کے تعلق کو جانے۔ اس مہینے میں یہ فاصلے جو عام دنوں اور مہینوں میں بہت دُور لگتے ہیں سمیٹ کر قریب کر دیئے ہیں۔ پس ایک مومن اس مہینے سے جتنا بھی فیض پا سکتا ہے اسے پانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آیت کے اس حصّے کے بارہ میں مفسّرین نے لکھا ہے کہ رمضان کے روزوں کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کے بارے میں قرآن کریم میں خاص طور پر احکام نازل کئے گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا کہ: ”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ...... یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے“۔

(البدر جلد 1 نمبر 7، 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52 کالم 2)

اور پھر یہ بھی فرمایا کہ اس عظمت کی وجہ سے روزے کا اجر بھی بہت بڑا اور عظیم ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 257)

لیکن ان کے لئے جو ان روزوں اور قرآن کے آپس کے تعلق کا بھی حق ادا کریں اور اس کا حق یہ ہے کہ روزوں کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھیں۔ اس پر غور کریں۔ اس کی تفسیریں سنیں یا پڑھیں۔ کیونکہ جہاں تک میرا علم ہے مَیں نے جائزہ لیا ہے ہم میں سے بھی بہت سے ایسے، ہیں بڑی تعداد ایسی ہے جو رمضان میں بھی قرآن کریم کا حق ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتے، پورا نہیں پڑھتے۔ مطلب یہ ہے کہ جس توجہ سے پڑھنا چاہئے اس طرح نہیں پڑھتے۔ اگر پڑھا بھی تو بے دلی سے تھوڑا سا پڑھ لیا۔ تو بہرحال اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

پھر شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کے ایک یہ معنی بھی ہیں کہ اس مہینے میں قرآن کا نزول شروع ہوا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی یہی روایت ہے کہ جبریل ہر سال رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نازل شدہ قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور آپ کے وصال کے سال یہ دور دو مرتبہ کیا گیا۔ دو دفعہ قرآن کریم دہرایا گیا۔

(صحيح البخاری كتاب فضائل القرآن باب كان جبريل يعرض القرآن على النبی ﷺ)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ اور اللہ تعالیٰ کے خاص منشاء سے آپ کا یہ طریق ہمیں توجہ دلاتا ہے کہ ہم قرآن کریم کو کم از کم ایک بار تو ضرور رمضان میں ختم کرنے کی کوشش کریں اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس پر غور بھی کریں۔ جب غور کریں گے، پڑھیں گے، سمجھیں گے تو تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنے والے ہو سکیں گے کہ هُدًى لِّلنَّاسِ۔ کہ انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ ان انسانوں کے لئے ہدایت ہے جو اس سے ہدایت لینا چاہتے ہیں اور ہدایت پڑھے اور سمجھے بغیر تو نہیں مل سکتی۔

پس اس کا پڑھنا اور پڑھ کر سمجھنا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ ہدایت دلائل کے ساتھ ہے۔ تم لوگوں کو صرف یہ حکم نہیں دے دیا کہ تم اس کو پڑھو، اس میں ہدایت ہے بلکہ ہر ہدایت کی دلیل دی گئی ہے۔ اس کو سمجھو، پڑھو اور اپنے اوپر لاگو کرو کیونکہ دلائل کے ساتھ سمجھی ہوئی بات پر عمل دل کی گہرائی سے ہو سکتا ہے، حقیقی رنگ میں ہو سکتا ہے۔ اس ہدایت کی روح کو سمجھتے ہوئے ہو سکتا ہے۔ پھر یہ کہ بَيِّنٰت کے ساتھ، دلائل کے ساتھ جو ہدایت ہے اس کو دوسروں تک پہنچانے اور غیروں کو سمجھانے میں بھی آسانی پیدا ہوتی ہے اور یوں قرآن کریم کے ذریعہ تبلیغ کا، ایک جہاد کا جو حکم ہے وہ بھی پورا ہوتا ہے۔ اور پھر یہ بھی اعلان فرمایا کہ اس میں فرقان بھی ہے۔ ایسے ٹھوس اور بیّن دلائل ہیں جو حق اور باطل میں فرق کر دیتے ہیں۔ اس پر عمل کرنے والا بھی دوسروں سے مختلف نظر آتا ہے۔ جو بھی قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کر رہا ہے وہ دوسروں سے بہرحال مختلف نظر آئے گا۔ اس کی عملی اور روحانی اور اعتقادی حالت بھی دوسروں سے نمایاں طور پر اعلیٰ درجے پر پہنچی ہوگی۔ اور قرآن کے مقابل پر جب ہم دوسروں سے بات کرتے ہیں تب بھی جب ہم قرآن کی دلیل سے بات کریں گے تو قرآن کے مقابل پر کوئی اور کتاب یا کوئی اور دین کھڑا ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں ایسی تعلیمات ہیں، ایسے تاریخی شواہد ہیں، دوسرے دینوں کے مقابل پر ایسے دلائل ہیں جو روزِ روشن کی طرح اپنی برتری ثابت کر دیتے ہیں۔ اس کتاب کے شروع سے آخر تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے اور اب تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہنے کا قرآن کریم اعلان کرتا ہے اور ہمیشہ محفوظ رہنے کا قرآن کریم اعلان کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں روزوں کے ساتھ جو ایک مجاہدہ ہے اس علم و عرفان کے خزانے کو پڑھنے اور سیکھنے کی بھی کوشش کرو اور اس کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناؤ۔ اس کے احکامات پر غور کرو اور اپنی زندگیوں پر لاگو کرو۔ اس کے بھولے ہوئے حصے کو اس مہینے میں بار بار دہرا کر تازہ کرو۔ اس کی تعلیمات کی جگالی کر کے اس مہینے میں اپنا جائزہ لو کہ کس حد تک تم قرآن کریم پر عمل کر رہے ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے کیونکہ یہی باتیں ہیں جو دنیا و عاقبت

سنوارنے والی بنتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’یعنی قرآن میں تین صفتیں ہیں اول یہ کہ جو علوم دین لوگوں کو معلوم نہیں رہے تھے ان کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔ دوسرے جن علوم میں پہلے کچھ اجمال چلا آتا تھا ان کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ تیسرے جن امور میں اختلاف اور تنازع پیدا ہو گیا تھا ان میں قول فیصل بیان کر کے حق اور باطل میں فرق ظاہر کرتا ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 225 حاشیہ نمبر 11)

پس یہ ایک ایسی جامع کتاب ہے اور مکمل کتاب ہے جس کا کوئی ثانی نہیں جس میں ہر چیز مکمل طور پر بیان کر دی۔ تمام پرانے دینوں کی غلطیاں نکال دیں۔ تمام پرانی کتابوں کی کمیاں پوری کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بھی احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق بھی عطا فرمائی اور یہ توفیق دے کر آپ کے ذریعہ سے قرآن کریم کی اہمیت و معرفت جاننے کے سامان بھی مہیا فرمائے۔ قرآن کریم کے علوم و معرفت کے خزانے آپ نے ہمارے سامنے پیش فرمائے۔ اس کا صحیح ادراک تو آپ کی کتب پڑھنے سے ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس وقت میں قرآن کریم کے بارے میں آپ کے چند اقتباسات رکھوں گا جس سے قرآن کریم کے مقام و اہمیت کا پتا چلتا ہے۔ اور اس بارے میں ادا کرنے والی ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں، ان کی طرف توجہ ہوتی ہے تا کہ ہم ان باتوں کو سامنے رکھ کر قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے اور عمل کرنے کی طرف توجہ دیں۔ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے یہ تو اس کے صرف اتنے حصے کی میں نے تھوڑی سی وضاحت کی ہے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔ کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے اس قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور کمال باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا اور نہ آئندہ ہو گا اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوت قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقاماتِ کمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس مقام پر قرآن شریف جو آپ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اور جیسے نبوت کے کمالات آپ پر ختم ہو گئے اسی طرح پر اعجاز کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب خاتم الکتب ٹھہری۔ جس قدر مراتب اور وجوہ اعجاز کلام کے ہو سکتے ہیں ان سب کے اعتبار سے آپ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔ یعنی کیا باعتبار فصاحت و بلاغت، کیا باعتبار ترتیب مضامین، کیا باعتبار تعلیم، کیا باعتبار کمالاتِ تعلیم، کیا باعتبار ثمراتِ تعلیم۔ غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت، خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد، خواہ بلحاظ تعلیم، خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن شریف میں موجود ہیں۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو یہ معجزہ ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 26-27۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر قرآن کریم کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے آپ ہمیں توجہ دلاتے ہیں۔ فرمایا کہ:

’’اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایہ ناز ایمان و اعتقاد ہوتے (اگر صرف حدیثوں پر ہی اعتقاد کرنا ہے) تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔‘‘ فرمایا: ’’مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اَور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے لائق کتاب ہو گی۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

جبکہ اور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اُس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہو گی۔ اس لئے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہیے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبّر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تأسّف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتناء اور تدارس نہیں کیا جاتا جو احایث کا کیا جاتا ہے۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 386۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر اصلاح کے ذرائع بیان کرتے ہوئے آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ:

’’تبدیلی اور اصلاح کس طرح ہو؟ اس کا جواب وہی ہے کہ نماز سے جو اصل دعا ہے‘‘۔ پہلی بات نماز۔ پھر فرمایا: ’’قرآن شریف پر تدبر کرو۔ اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 102۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس پہلی چیز جو ہے نمازوں کی طرف توجہ ہے۔ اور اِن دنوں میں تو خاص طور پر باجماعت نمازوں کی طرف توجہ ہونی چاہئے، خاص اہتمام ہونا چاہئے۔ اور پھر قرآن کریم کا کیونکہ رمضان سے تعلق ہے اس لئے ان دنوں میں اگر پڑھنے کی عادت ڈال لیں اور سوچنے کی اور سمجھنے کی عادت ڈال لیں، اپنے اوپر اس تعلیم کو لاگو کرنے کی عادت ڈال لیں تو وہ پھر آئندہ بھی کام آتی ہے۔

فرمایا کہ: ’’نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانے کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اُس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دُور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 102۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ پاکستان کے ایک وزیر ماؤزے تنگ کے زمانے میں چائنا (China) کے دورے پر گئے۔ انہوں نے ماؤ صاحب سے پوچھا کہ آپ نے اپنی قوم میں یہ انقلاب پیدا کیا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ جاؤ اپنے نبی کا اُسوہ دیکھو اور اپنے قرآن کریم کو پڑھو اور اس پر عمل کرو تو تمہیں سب کچھ مل جائے گا۔ تو غیروں کو بھی جو عقلمند ہیں چاہے وہ مانیں نہ مانیں لیکن قرآن کریم میں ایک نور نظر آتا ہے۔

پھر قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے سے کیا انقلاب آتے ہیں؟ اس بارے میں معجزات کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’دوسرا معجزہ قرآن شریف کا جو ہمارے لئے حکم مشہود و محسوس کا رکھتا ہے‘‘ (بڑا واضح ہے) ’’وہ عجیب و غریب تبدیلیاں ہیں جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بہ برکت پیروی قرآن شریف و اثر صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہور میں آئیں۔ جب ہم اس بات کو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ مشرف بہ اسلام ہونے سے پہلے کیسے اور کس طریق اور عادت کے آدمی تھے اور پھر بعد شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اتباعِ قرآن شریف کس رنگ میں آئے اور کیسے عقائد میں، اخلاق میں، چلن میں، گفتار میں، رفتار میں، کردار میں اور اپنی جمیع عادات خبیث حالت سے منتقل ہو کر نہایت طیب اور پاک حالت میں داخل کئے گئے تو ہمیں اس تاثیر عظیم کو دیکھ کر جس نے ان کے زنگ خوردہ وجودوں کو ایک عجیب تازگی بخشی اور روشنی اور چمک بخش دی تھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ تصرف ایک خارق عادت تصرف تھا جو خاص خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے کیا۔‘‘ (ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 447)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور قرآن کریم کی تعلیم پر عمل اور وجوہات پہلے آپ نے بیان کر دیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’پھر یہ امر بھی ہر یک منصف پر ظاہر ہے کہ وہی جاہل اور وحشی اور یاوہ اور ناپارسا طبع لوگ اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کو قبول کرنے کے بعد کیسے ہو گئے اور کیونکر تاثیرات کلام الٰہی اور صحبت نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں ان کے دلوں کو یکلخت ایسا مبدّل کر دیا کہ وہ جہالت کے بعد معارف دینی سے مالا مال ہو گئے اور محبت دنیا کے بعد الٰہی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ اپنے وطنوں، اپنے مالوں، اپنے عزیزوں، اپنی عزتوں، اپنی جان کے آراموں کو اللہ جل شانہ کے راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ یہ دونوں سلسلے ان کی پہلی حالت اور اس نئی زندگی کے جو بعد اسلام انہیں نصیب ہوئے قرآن

شریف میں ایسی صفائی سے درج ہیں کہ ایک صالح اور نیک دل آدمی پڑھنے کے وقت بے اختیار چشم پُر آب ہوجاتا ہے۔ پس وہ کیا چیز تھی جوان کو اتنی جلدی ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف کھینچ کر لے گئی۔ وہ دو ہی باتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ نبی معصوم اپنی قوت قدسیہ میں نہایت ہی قوی الاثر تھا، ایسا کہ نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ دوسری خدائے قادر ومطلق حیّ قیوم کے پاک کلام کی زبردست اور عجیب تاثیریں تھیں کہ جو ایک گروہ کثیر کو ہزاروں ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔ بلاشبہ یہ قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں کیونکہ کوئی دنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔ کون اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ کسی کتاب نے ایسی عجیب تبدیل واصلاح کی جیسی قرآن شریف نے کی۔......لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہوجاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف اور نکات ان کے مونہہ سے نکلتے ہیں۔ ایک قوی توکّل ان کو عطا ہوتی ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے۔ اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حبِّ الٰہی کے اور کچھ نہیں۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 77 تا 79 حاشیہ)

ان کو بیشک جتنا مرضی پیسیں جس طرح گرائنڈر میں پیستے ہیں اور سخت شکنجوں میں نچوڑیں، ان کا عرق نکالیں اگر کوئی ایسی چیز کسی انسان کے پاس نکالنے کی ہو تو ایسے لوگ جو ہیں جو قرآن کی تعلیم پر غور کرنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق رکھنے والے ہیں ان کا آخری نتیجہ کیا نکلے گا۔ یہی کہ محبت الٰہی کا عرق ان میں سے نکلے گا اور کچھ بھی نہیں ہوگا۔

فرمایا ’’دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دُور تر و بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں۔ انہیں پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے۔ انہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے۔ جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے۔ جب وہ پکارتے ہیں تو وہ انہیں جواب دیتا ہے۔ جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے۔ وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے اور ان کی در ودیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے۔ پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اور وہ ہر یک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے اور وہ ان کا ہے۔ یہ باتیں بلاثبوت نہیں۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 77 تا 79 حاشیہ)

پھر آج بھی ترقی کا یہی گر ہے کہ قرآنی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ صرف مان لینا کافی نہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اصل یہی ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں سکھایا ہے جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ جس قدر وہ قرآن شریف سے دور جا رہے ہیں اسی قدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دور جا رہے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 379۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے دوبارہ آپ نے فرمایا۔ پہلے بھی مَیں نے یہ اقتباس پڑھا ہے کہ: ’’سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ اور حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے۔‘‘ یہی بتائے گا کہ تمہارے میں ایمان کیسا تھا؟ تصدیق کرے گا یا جھٹلائے گا۔

فرمایا: ’’اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے‘‘۔ (کوئی کتاب ایسی نہیں جو تمہیں ہدایت دے جب تک قرآن میں سے نہیں گزرو گے۔ جب تک اس میں قرآن کریم کی تعلیمات کا ذکر نہیں ہوگا۔) فرمایا: ’’خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح ہوتی‘‘۔ (بڑے گندے لوتھڑے کی طرح ہوتی۔) ’’قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں‘‘۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 27-26)

پھر اس کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’قرآن مجید ایک ایسی پاک کتاب ہے جو اس وقت دنیا میں آئی تھی جبکہ بڑے بڑے فساد پھیلے ہوئے تھے اور بہت سی اعتقادی اور عملی غلطیاں رائج ہوگئی تھیں اور قریباً سب کے سب لوگ بداعمالیوں اور بدعقیدگیوں میں گرفتار تھے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہٗ قرآن مجید میں اشارہ فرماتا ہے۔ ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ یعنی تمام لوگ کیا اہل کتاب اور کیا دوسرے سب کے سب بدعقیدگیوں میں مبتلا تھے اور دنیا میں فساد عظیم برپا تھا۔ غرض ایسے زمانے میں خدا تعالیٰ نے تمام عقائد باطلہ کی تردید کے لئے قرآن مجید جیسی کامل کتاب ہماری ہدایت کے لئے بھیجی جس میں کُل مذاہب باطلہ کا ردّ موجود ہے اور خاص کر سورۃ فاتحہ میں جو پنج وقت ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے اشارہ کے طور پر کُل عقائد کا ذکر ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 31۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’(قرآن میں) جس قدر خداوند قادر مطلق نے تمام دنیا کے مقابلہ پر، تمام مخالفوں کے مقابلہ پر، تمام دشمنوں کے مقابلہ پر، تمام منکروں کے مقابلہ پر، تمام دولتمندوں کے مقابلہ پر، تمام زور آوروں کے مقابلہ پر، تمام بادشاہوں کے مقابلہ پر، تمام حکیموں کے مقابلہ پر، تمام فلاسفروں کے مقابلہ پر، تمام اہل مذہب کے مقابلہ پر ایک عاجز ناتوان بے زر، بے زور ایک اُمّی ناخوان بے علم، بے تربیت کو اپنی خداوندی کے کامل جلال سے کامیابی کے وعدے دیئے ہیں، کیا کوئی ایمانداروں اور حق کے طالبوں میں سے شک کرسکتا ہے کہ یہ تمام مواعید کہ جو اپنے وقتوں پر پورے ہوگئے اور ہوتے جاتے ہیں یہ کسی انسان کا کام ہے؟‘‘ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 267-266 حاشیہ نمبر 11)

تلاوت کے آداب کے بارے میں کسی نے سوال کیا تھا کہ قرآن شریف کس طرح پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا:

’’قرآن شریف تدبر وتفکّر وغور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارٍ یَلْعَنُہُ الْقُرْاٰنُ۔ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر وغور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 157۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ تلاوت کی غرض کس طرح پوری ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

’’لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے۔ نہ خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتا لگتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا اور قاف اور عین کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 429-428۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

حدیث میں بھی آیا ہے کہ اچھی تلاوت کرنی چاہئے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب استحباب الترتیل فی القراءۃ حدیث نمبر 1468)

’’مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب وغریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدّنظر نہ رکھا جاوے اس پر پورا غور نہ کیا جاوے قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 429-428۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

پھر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ کلام اللہ کی تلاوت سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے، آپ فرماتے ہیں:

’’پرستش کی جڑ تلاوت کلام الٰہی ہے کیونکہ محبوب کا کلام اگر پڑھا جائے یا سنا جائے تو ضرور سچے محبّ کے لئے محبت انگیز ہوتا ہے اور شورش عشق پیدا کرتا ہے‘‘۔ (سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 283)

فرمایا کہ دلوں کی سختی کا علاج بھی قرآن کریم میں ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

’’انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے اور جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے۔ جہاں عذاب کا مقام آوے تو اس سے پناہ مانگے اور بداعمالیوں سے بچے جس کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔......دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمتِ الٰہی میرے بھی شامل حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چنتا ہے پھر آگے چل کر اور قسم کا چنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 519۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ قرآن کریم کے بعد اب کسی اور الہامی کتاب کی ضرورت نہیں بالکل کامل اور مکمل کتاب ہے۔ فرماتے ہیں ’’قرآن شریف ایسے زمانے میں آیا تھا کہ جس میں ہر ایک طرح کی ضرورتیں کہ جن کا پیش آنا ممکن ہے پیش آ گئی تھیں۔ یعنی تمام امور اخلاقی اور اعتقادی اور قولی اور فعلی بگڑ گئے تھے اور ہر ایک قسم کا افراط تفریط اور ہر یک نوع کا فساد اپنی انتہا کو پہنچ گیا تھا اس لئے قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجے پر نازل ہوئی۔ پس انہی معنوں سے شریعت فرقانی مختتم اور مکمل ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں۔ کیونکہ پہلے زمانوں میں وہ مفاسد کہ جن کی اصلاح کے لئے الہامی کتابیں آئیں وہ بھی انتہائی درجہ پر نہیں پہنچے تھے۔ اور قرآن شریف کے وقت میں وہ سب اپنی انتہا کو پہنچ گئے تھے۔ پس اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنی فرقان مجید ظہور پذیر ہوتا‘‘۔ (اگر اس وقت کے لحاظ سے مکمل بھی تھیں تو تب بھی کیونکہ اس وقت کی ضروریات اَور تھیں اس لئے تعلیم پھر بھی نامکمل رہنی تھی اور قرآن کریم کا ظہور بہرحال ہونا تھا۔) فرمایا ’’مگر قرآن شریف کے لئے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کہ اس کے بعد کوئی اور کتاب بھی آوے۔ کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ باقی نہیں۔ ہاں اگر یہ فرض کیا جائے کہ کسی وقت اصول حقہ قرآن شریف کے وید اور انجیل کی طرح مشرکانہ اصول بنائے جائیں گے اور تعلیمِ توحید میں تبدیل اور تحریف عمل میں آوے گی یا اگر ساتھ اس کے یہ بھی فرض کیا جائے جو کسی زمانے میں وہ کروڑہا مسلمان جو توحید پر قائم ہیں وہ بھی پھر طریق شرک اور مخلوق پرستی کا اختیار کر لیں گے تو بیشک ایسی صورتوں میں دوسری شریعت اور دوسرے رسول کا آنا ضروری ہو گا مگر دونوں قسم کے فرض محال ہیں‘‘۔ (کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا کہ یہ ہو۔) (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 102-101 حاشیہ نمبر 9)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یاد رکھو قرآن شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآن شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دُور پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کے کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں اُن کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خُنک ہے اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمہ پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اس کے لُطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا مگر باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔ اور اس وقت تک اس سے دور رہتا ہے جب موت آ کر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآن شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہیے مگر نہیں۔ اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیرخواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا قابل رحم حالت اس قوم کی ہو گی۔

مسلمانوں کو چاہیے تھا اور اب بھی ان کے لیے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اس کی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں۔ اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے یہ ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے اور وہ اس پر چل کر فائدہ اُٹھائیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 140۔141۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

’’یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔ چنانچہ مَیں اس وقت اس ثبوت کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کے لیے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10)۔ یعنی بے شک ہم نے ہی اس ذکر (یعنی قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ قرآن شریف کی حفاظت کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ توریت یا کسی اور کتاب کے لیے نہیں۔ اس لیے ان کتابوں میں انسانی چالاکیوں نے اپنا کام کیا۔ قرآن شریف کی حفاظت کا یہ بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اس کی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ بتازہ ثبوت ملتا رہتا ہے اور یہود نے چونکہ توریت کو بالکل چھوڑ دیا ہے اس لئے ان میں کوئی اثر اور قوت باقی نہیں رہی جو ان کی موت پر دلالت کرتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 117-116۔ ایڈیشن 1984 مطبوعہ لندن)

پھر بڑے درد کے ساتھ آپ نے ایک نصیحت فرمائی۔ فرمایا

’’تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔‘‘ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

یہ چند اقتباسات قرآن کریم کی اہمیت وتلاوت کی طرف توجہ دلانے، اور تعلیم پر غور کرنے اور عمل کرنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے مَیں نے پڑھے ہیں تاکہ ہم میں سے ہر ایک کو ان کی طرف توجہ پیدا ہو اور اس رمضان میں ہم اس اہم خزانے سے فیض پانے والے ہوں۔ جیسا کہ شروع میں مَیں نے کہا اس کو پڑھیں اور غور کریں اور جو چیزیں بھول گئے ہیں۔ بعض لوگوں نے بعض آیات یاد بھی کی ہوتی ہیں لیکن بھول گئے، ان کو دہرائیں، یاد کریں۔ جو احکامات نظروں سے اوجھل ہو گئے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ابھی نماز کے بعد میں دو جنازے پڑھاؤں گا۔ ایک نماز جنازہ حاضر ہے۔ ہمارے کلیم احمد وسیم صاحب ایم ٹی اے کے کارکن تھے 6/جولائی کو دل کا دورہ پڑنے سے 54 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ مرحوم حضرت حاجی محمد دین صاحب درویش قادیان کے پوتے تھے۔ سید صادق علی صاحب سہارن پور کے نواسے تھے۔ مبارک ساقی صاحب جو یہاں مبلغ رہے ہیں، وکیل التبشیر بھی رہے ہیں یہ اُن کے داماد تھے۔ مکرم کلیم صاحب بچپن سے سلسلے کے کاموں میں فعّال تھے۔ کراچی جو رہے ہیں تو وہاں کی لوکل اور ضلعی عاملہ کے ممبر تھے۔ ابوظبی میں بطور نائب صدر جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ 1989ء میں یوکے میں شفٹ ہو گئے۔ یہاں لندن ریجن کے قائد مجلس رہے۔ پھر شعبہ مال میں، خدمت خلق میں رہے اور جلسہ سالانہ کی خدمات بجالاتے رہے۔ 93ء میں ایم ٹی اے کا آغاز ہوا ہے تو اس وقت سے یہ ایم ٹی اے کے جو بنیادی ابتدائی کارکن تھے ان میں شامل تھے اور میِنٹیننس (maintenance) اور ٹیکنیکل کاموں میں بھی کام کیا دوسرے شعبوں میں بھی انہوں نے کام کیا اور آخری سانس تک ایم ٹی اے کے لئے خدمت بجا لاتے رہے۔ وہاں جو ٹرانسلیشن ڈیپارٹمنٹ ہے یہ اس کے انچارج تھے۔ ایم ٹی اے کے ابتدائی نیوز کاسٹر اور پریزنٹر (presenter) بھی رہے تھے۔ خلافت سے انتہائی محبت کا تعلق تھا۔ دیانت داری سے کام سرانجام دیا کرتے تھے۔ اپنے سٹاف کے ساتھ انتہائی پیار اور محبت کا سلوک تھا۔ عزت و احترام کا سلوک تھا۔ ان کی بوڑھی والدہ زندہ ہیں ان کے علاوہ انہوں نے اہلیہ سارہ وسیم صاحبہ اور ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کی والدہ کہتی ہیں۔ والدین کا بڑا احترام کرنے والا، خیال رکھنے والا، انتہائی خدمت کرنے والا، بہنوں بھائیوں کا خیال رکھنے والا تھا۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ میرے شوہر کو میں نے دیکھا ہے

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
· Switching Visas
· Over Stayers
· Legacy Cases
· Work Permits
· Visa Extensions
· Judicial Reviews
· Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

حقیقی معنوں میں خدمت کا جذبہ رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے دین کے کام کرنے کے لئے ہر وقت حاضر ہوتے تھے اور خلافت کی طرف سے جو کوئی بھی کام سپرد ہوتا اس کو بڑے جوش اور جذبے اور بشاشت سے سرانجام دینے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر کامل ایمان رکھتے تھے۔ لوگوں کو بھی اس کی تسلی دلایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ پر توکّل کرو اور یہ کام کرو یا دعا کرو۔ مہمان نوازی ان کا نمایاں وصف تھا اور جو مہمان گھر میں آتے تھے ان کی بڑی خدمت کیا کرتے تھے بلکہ خود بلاتے تھے۔ پھر ان کی ہمشیرہ نے بھی لکھا ہے کہ تصنّع بالکل نام کا نہیں تھا اور ایک خوبی ان کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھنے کی تھی۔ کہتی ہیں کہ میں نے اکثر دیکھا ہے۔ ان کو بڑا شوق تھا۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے ایک کارکن عاصم شہزاد صاحب کہتے ہیں گیارہ سال کلیم صاحب کے ساتھ میں نے ایم ٹی اے میں کام کیا اور ان کو ہمیشہ سچا اور مخلص اور خلافت کا فدائی کارکن پایا اور سینئر کارکن کی حیثیت سے کبھی بھی اپنے سے جونیئر کارکن کو یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ میں سینئر ہوں اور بڑے پیار اور محبت سے نئے آنے والے کارکنان کو کام سکھانے کی کوشش کرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ انہیں ایم ٹی اے کمپلیکس میں یہاں بیت الفتوح میں صفائی کے انتظامات کرتے ہوئے دیکھا اور میں نے پوچھا کہ آپ خود یہ صفائی کیوں کرتے ہیں دوسروں سے کروالیا کریں۔ تو آپ نے بڑے فخر سے بتایا کہ جب اس کمپلیکس کا افتتاح ہوا ہے تو میرے متعلق کہا کہ خلیفہ وقت نے کارکنوں کو جو دیگر نصائح کی تھیں جو نصائح کی تھیں ان میں صفائی کی طرف بھی خاص نصیحت کی تھی اور جب اس وقت میں نصیحتیں کر رہا تھا تو اس وقت میری نظر ان کی طرف تھی اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب سے پہلا حکم ان کے لئے تھا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔

پھر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایم ٹی اے کے پرانے کلپ دیکھ رہے تھے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے اقتباسات سلائیڈ میں رکھے گئے تھے اور جن سے یہ اظہار تھا کہ ایم ٹی اے جو ہے ایک ایسا ادارہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے ایک بہت بڑا کردار ادا کر رہا ہے تو یہ کلپ دکھاتے ہوئے زار وقطار رونے لگے۔ کہنے لگے کہ کلیم بھی کس قدر خوش قسمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی توفیق دے رہا ہے کہ وہ اس میں کام کرے۔

پھر کہتے ہیں کہ ان کا چھٹی کا، رخصت کا حق بنتا تھا۔ اس کے لئے ایک دفعہ انہوں نے رخصت کی درخواست دی تو عطاء المجیب راشد صاحب نے ان کو کہا ابھی کام بہت ہے آپ ابھی رخصت نہ لیں تو انہوں نے فوری طور پر رخصت واپس لے لی اور وہ درخواست بھی پھاڑ دی۔ عطاء المجیب صاحب نے بھی مجھے لکھا ہے کہ بڑی بشاشت سے انہوں نے وہ درخواست پھاڑی، یہ نہیں کہ کوئی غصے میں۔ پھر اس کے علاوہ امام صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ ماشاء اللہ بہت محبت اور خلوص سے انہوں نے ٹھوس خدمت کی توفیق پائی۔ ہمیشہ جماعتی کاموں اور مفادات کو ذاتی کاموں پر فوقیت دی۔ اپنے کام کے بھی ماہر تھے اور بڑی دلی رغبت سے کرتے تھے۔

خالد صاحب نے بھی لکھا کہ راویل صاحب کے زمانے میں ان کا مختلف وقتوں میں آنا جانا ہوتا تھا تو جب بھی ان کو کہا گیا۔ انہوں نے کہا کوئی بات نہیں، جب راویل صاحب فارغ ہوں دن ہو رات ہو آ جایا کریں۔ مجھے صرف بتا دیا کریں تاکہ میں اس سے پہلے آ کے وہاں انتظام کر دیا کروں۔ تو ہر وقت خدمت کے لئے تیار رہتے تھے۔ میں نے بھی دیکھا ہے بچوں کے ساتھ ملاقات کے لئے کبھی میرے پاس آئے ہیں تو بچوں کو آگے بٹھایا کرتے تھے اور خود پیچھے بیٹھ جاتے تھے۔ شاید اس لئے کہ براہ راست بچے میرے سے باتیں کریں اور وہ تعلق جو اُن کو خلافت سے ہے ان بچوں میں بھی آئندہ جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان کی یہ خواہش ہمیشہ پوری ہوتی رہے اور ان کے بچوں کا خلافت سے تعلق قائم رہے اور اِن دونوں ماں باپ نے بچوں کی جو ماشاء اللہ بڑے احسن رنگ میں تربیت کی ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان بچوں کو جماعت کا مفید وجود بنائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ ان کی اہلیہ کو بھی صبر اور استقامت دے، ان کی والدہ کو بھی صبر دے۔

دوسرا جنازہ مکرم الحاج عاصم زکی بشیر الدین صاحب امریکہ کا ہے۔ یہ جنازہ غائب ہوگا۔ پہلا جنازہ حاضر ہے۔ یہ 22/جون 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ چند سالوں سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے لیکن کبھی اپنے چہرے پر کسی قسم کا ملال ظاہر نہیں ہونے دیا۔ بڑی ہمت اور صبر کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کرتے رہے۔ ایک عیسائی گھرانے میں 26 مئی 1929ء کو پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی مذہب سے لگاؤ تھا اور جوانی میں خدا کے فضل سے آپ کو ذاتی شوق اور مطالعہ کی وجہ سے احمدیت کا تعارف ہوا اور پھر انیس بیس سال کی عمر میں آپ نے احمدیت قبول کر لی۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر آپ کو کامل یقین تھا۔ نہایت مضبوط ایمان تھا۔ بڑے صابر اور شاکر مومن۔ یعنی مومن ہونے کی حقیقی تصویر تھے۔ کئی جماعتی بزرگ شخصیات سے شرف ملاقات ان کو حاصل ہوا۔ پہلی دفعہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے 1940ء میں ان کی ملاقات ہوئی۔ 1979ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے شرف ملاقات نصیب ہوا۔ عاصم صاحب کہا کرتے تھے کہ جب میں نے خلیفۃ المسیح الثالث سے پہلی ملاقات کی تو مجھے یوں لگا جیسے ان کے گرد نور کا ایک ہالہ ہے جو اب بھی میں تصور کر سکتا ہوں۔ امریکہ کی نیشنل عاملہ میں ان کو خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ لوکل صدر بھی رہے، سیکرٹری تبلیغ بھی رہے۔ زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ امریکہ کے شہر سیاٹل میں ایک پورٹ پر کام کرتے تھے اور آپ کو دو تین ماہ گھر سے دور رہنا پڑتا تھا۔ انہی ایام میں جبکہ یہ آپ کی بڑی آمدنی والی ملازمت تھی، ایک دفعہ جلسہ آ گیا اور آپ جلسہ اٹنڈ (attend) کرنے کے لئے اپنا کام چھوڑ کر آ گئے، ملازمت چھوڑ کر آ گئے۔ ہمیشہ جماعتی پروگراموں میں شمولیت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک جماعتی پروگرام میں شامل ہونے کے لئے یا کسی جگہ خدمت کے لئے جا رہے تھے اور تیز گاڑی چلا رہے تھے تو پولیس والے نے آپ کو روک لیا۔ آپ نے ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ پولیس نے پوچھا کہ چرچ یعنی مسجد میں جا رہے ہو۔ ٹوپی مسلمانوں والی نماز والی تھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پولیس افسر بھی کوئی نیک تھا۔ کہنے لگا اچھا جاؤ پھر جتنا تمہیں جرمانہ مَیں نے کرنا تھا وہ جا کے اپنی مسجد کو ادا کر دینا۔ تو انہوں نے مسجد پہنچتے ہی پچاسی ڈالر کی رقم جو جرمانے کی ہونی تھی وہ مسجد کے چندے میں نہایت ایمانداری سے دے دی۔ اسی طرح جب سیاٹل (Seattle) کی مسجد بنی ہے تو اس زمانے میں انہوں نے سب سے زیادہ رقم پیش کی۔ یہ 1970ء کی بات ہے جس میں کہتے ہیں کہ اس رقم میں اس زمانے میں ایک نئی کار آ جاتی تھی۔ ہمیشہ تبلیغ کا شوق تھا۔ اپنی گاڑی میں فولڈنگ ٹیبل اور چند کتب اور فلائر ہمیشہ رکھتے تھے اور جہاں بھی جاتے وہاں سٹال لگایا کرتے اور تبلیغ کیا کرتے تھے، لٹریچر تقسیم کرتے تھے۔ سیاٹل کی پبلک لائبریری میں جماعتی کتب اور فلائر انہوں نے رکھوائے۔ آخری لمحے تک ان کو جماعت کی ترقی کی فکر رہتی تھی۔ بڑی محبت تھی جماعت سے، خلافت سے۔ اور ہمیشہ لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ جماعت کے لئے خدمت کرو۔ آپ کے لواحقین میں اہلیہ اور چار بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کے بچوں کو بھی نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

بقیہ: مجلس انصار اللہ برطانیہ کی چیریٹی واک

از صفحہ نمبر 4

امسال جن نئی چیریٹیز میں رقم تقسیم کی گئی ان میں White Lodge Centre, Respite Nursing for Oxfordshire's Sick Youngsters اور Senior Citizer Liaison Team شامل ہیں۔

امسال چیریٹی واک کے پروگرام میں کئی اہم شخصیات شامل ہوئیں جن میں لارڈ میئر آف سٹن، لارڈ میئر آف مرٹن اور لارڈ احمد آف ومبلڈن شامل ہیں۔ بعض اہم شخصیات نے خیرسگالی کے اپنے پیغامات ارسال کئے جن میں رکن پارلیمنٹ عزت مآب ایرک پکلز (Rt. Hon. Eric Pickles MP) اور سیکرٹری آف سٹیٹ برائے کمیونٹیز ولوکل گورنمنٹ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ بھی جن چند چیریٹیز کے لئے کام کیا گیا ان میں Action for Children, Boaz Trust, British Heart Foundation, Kids Can, Manchester Woman's Aid, Macmillan Cancer Support, Royal Manchester Children's Hospital Charity اور We Love Manchester شامل ہیں۔

دوپہر ڈیڑھ بجے مسجد بیت الفتوح مورڈن میں واک کا اختتام ہوا۔

سہ پہر 3 بجے چیک دیئے جانے کی تقریب مکرم رفیق احمد حیات صاحب نیشنل امیر کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا۔ صدر مجلس انصار اللہ یو کے مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا جن کی محنت سے یہ چیریٹی واک کامیاب رہی۔ تقریب کا اختتام دعا کے ساتھ کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ انصار اللہ یو کے کی خدمت خلق کے لئے کی جانے والی مساعی کو قبول فرمائے اور ہمیں اپنی ذمہ داریاں کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: پہلی جنگ عظیم کے ایک سو سال

از صفحہ نمبر 15

کہیں نہیں ملتا تھا۔ 1934ء میں برطانیہ کا قرضہ 4.4$ بلین تھا جو ادا نہیں ہو سکا تھا۔ افراد خانہ میں سے کمائی کرنیوالے مرد ہلاک ہوگئے تھے اسلئے عورتیں کام کرنے پر مجبور ہوگئیں تھیں۔ مردوں کے اتنی بڑی تعداد میں جنگ کے دوران ہلاک ہونے سے ہزاروں عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ یوں مردوں اور عورتوں میں gender imbalance پیدا ہوگیا۔ جنگ کے دوران ٹریڈ یونین ممبرشپ میں قابل قدر اضافہ ہؤا۔ برطانیہ میں 1918ء میں گوشت، چینی، مکھن تیل کی راشننگ شروع کردی گئی۔

جنگ کے بعد سالہا سال تک لوگ اپنے رشتہ داروں کو یاد کرکے روتے رہتے، ایسے لوگ جو یا تو مرگئے، یا گمشدہ تھے یا جو جسمانی طور پر معذور ہوگئے تھے۔ کئی PSD (post tramatic stress disorder) سے واپس لوٹے۔ غرضیکہ جنگ کے اثرات ملکی اور انفرادی لامحدود تھے جن کا احاطہ الفاظ میں کرنا ممکن نہیں۔

جنگ عظیم کے خاتمہ کی ایک سوسالہ برسی منانے کیلئے 14 جولائی 2014ء کو 76 ممالک کے فوجیوں نے پیرس کے Champs-elysees پر مارچ کیا۔ فوجیوں نے اپنے اپنے ممالک کے جھنڈے اٹھائے ہوئے تھے۔ فرانس نے تمام ممالک کو جو جنگ عظیم اول کی مختلف لڑائیوں میں شریک رہے تھے چاہے وہ دوست تھے یا دشمن مدعو کیا تھا کہ امن کی علامت کے طور پر اس پریڈ میں شرکت کریں۔ ہر ملک کے تین فوجیوں نے اپنے ملکی لباس میں مارچ کیا۔ فرانس کی سابقہ کالونیز کے نمائندوں نے بھی شرکت کی کیونکہ فرانس کی سابقہ کالونیز میں سے چھ لاکھ فوجیوں نے فرانس کی طرف سے جنگ میں حصہ لیا تھا۔

☆......☆......☆

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

تراجم قرآن کریم

وکالت تصنیف کی رپورٹ ہے کہ گزشتہ سال تک تراجم قرآن کریم کی کل تعداد 68 تھی، اور اب اس سال ایک مزید شائع ہوا ہے، تو یہ تعداد 69 ہوگئی ہے۔ اور نیا شامل ہونے والا ترجمہ قرآن اشانٹی زبان میں ہے جو گھانا کی ایک علاقائی زبان ہے، اُس میں ترجمہ ہوا ہے۔ اور اس ترجمہ میں الحاج یوسف ایڈوسی صاحب نے بڑا کام کیا ہے اور ان کے ساتھ اور دوسرے ساتھی بھی تھے۔ اس کو انہوں نے لانچ کیا اور وہاں بڑی تقریب ہوئی اور بڑا سراہا گیا کہ اس زبان میں کوئی بھی مذہبی کتاب یا الٰہی صحیفہ جسے کہتے ہیں وہ صرف واحد قرآن کریم ہے جس کا اس زبان میں ترجمہ ہوا ہے۔ اسی طرح تراجم قرآن اور بھی شائع ہو رہے ہیں اور منتخب آیات کے بھی تراجم ہوئے ہیں۔ مختلف زبانوں میں دیگر کتب بھی شائع ہوئی ہیں۔ عربی زبان میں تفسیر کبیر حضرت مصلح موعود کی آٹھویں جلد شائع ہوئی ہے، پچھلے سال بھی شاید یہی جلسہ کے بعد میں آئی تھی۔ بہر حال یہ پچھلے سال کام ہوا تھا۔

دیگر کتب کی اشاعت

اس سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کے مجموعہ روحانی خزائن کی پہلی بارہ جلدیں کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن پہلی بار شائع ہوا ہے۔ یہ جلدیں پاکستان کے علاوہ انڈیا اور یوکے سے بھی شائع ہوئی ہیں۔ پھر تذکرۃ انگریزی زبان میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور رؤیا و کشوف کا مجموعہ ہے، وہ بھی نظر ثانی شدہ ایڈیشن بہت خوبصورت جلد اور انڈیکس کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ یہ ہے تذکرۃ جو نیا شائع کیا گیا ہے اور یہ جو کتابیں پڑی ہیں سب روحانی خزائن کی کتابیں ہیں جیسا کہ سامنے ہیں اور کچھ قرآن کریم ہیں۔ اس طرح بیشمار مختلف زبانوں میں فولڈرز شائع کئے گئے اور کتابوں کے ترجمے کئے گئے۔ "تحریک جدید ایک الٰہی تحریک" کی اشاعت جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے 1948ء سے لے کر 1964ء تک کے خطبات اور خطابات اور ارشادات پر مشتمل ہے، وہ شائع ہو چکی ہے۔ تین جلدوں میں یہ شائع ہوئی ہے اور اس سلسلے کی چوتھی جلد جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطابات اور ارشادات پر مشتمل ہے شائع ہو رہی ہے۔

اسی طرح شعبہ اشاعت کی رپورٹ کے مطابق 40 ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق دوران سال 523 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈر وغیرہ 31 مختلف زبانوں میں طبع ہوئے جن کی تعداد 2486000 ہے۔ اس میں کوئی دس پندرہ زبانیں ہیں جن میں شائع ہوا ہے۔

اس سال پہلی دفعہ قرغز زبان میں منتخب آیات قرآن کریم، منتخب احادیث اور منتخب اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تراجم شائع ہوئے۔ تھائی اور کوزا (Xoza) زبانوں میں منتخب آیات قرآن کریم کے تراجم شائع ہوئے۔ سربو کروایشین (Serbo Croatian) زبان میں منتخب اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلی دفعہ شائع ہوئے۔

منتخب آیات، احادیث اور تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف زبانوں میں CDs کی تیاری

25 زبانوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات، قرآن کریم کی آیات اور منتخب احادیث کی سی ڈیز بنائی گئیں، جن میں بوسنین، ترکی، رومانین، سواحیلی، ملایا، لوگنڈا، فانٹی، اشانٹی، فرنچ، کریول، تمنی، مینڈے، ہاؤسا، چینی، سپینش، ڈینش، جرمن، تھائی، سنہالہ، پشتو، انگریزی، ڈچ، اردو، عربی وغیرہ شامل ہیں۔

منتخب آیات قرآن کریم کی 18 زبانوں میں سی ڈیز تیار ہوئی ہیں۔ منتخب احادیث کی 24 زبانوں میں سی ڈیز تیار ہوئی ہیں۔ منتخب اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی 19 زبانوں میں سی ڈیز تیار ہوئی ہیں اور باقی تیاری کے مراحل میں، تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

رقیم پریس

اس وقت رقیم پریس انگلستان کی نگرانی میں افریقہ کے آٹھ ممالک غانا، نائیجیریا، تنزانیہ، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، کینیا، گیمبیا اور بورکینا فاسو میں پریس کام کر رہے ہیں۔ اس سال صرف لندن کے رقیم پریس سے طبع ہونے والی کتب اور رسائل کی تعداد دو لاکھ بارہ ہزار پانچ سو (2,12,500) ہے۔ افریقہ میں طبع ہونے والی مختلف کتب کی تعداد چار لاکھ چھیاسی ہزار (4,86,000) ہے۔ اور پریسوں کو اَپ ڈیٹ کرنے کے لئے اُن کو نئی جدید مشینیں بھی بھجوائی گئی ہیں۔ اور جس طرح کہ میں نے کہا تھا کہ یہ روحانی خزائن کا سیٹ شائع ہو گیا ہے، 12 کتب تو آگئی ہیں اور باقی 11 بھی انشاء اللہ جلد ہی آ جائیں گی۔ ان میں ایک تو یہ خصوصیت ہے کہ سیٹ کی جلد نمبر 2 اور نمبر 4 میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین اہم مضامین کو شامل اشاعت کر لیا گیا ہے جو کہ گزشتہ ایڈیشنوں میں نہیں تھے۔ تو اس طرح نئی چھوٹی کتب بیچ میں شامل ہو گئیں، اور یہ تیئس جلدوں کی قیمت جو ہے وہ سو پاؤنڈ رکھی گئی ہے جو آجکل کے حالات کے مطابق بڑی مناسب ہے۔ ——— (باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ دورہ جرمنی 2014ء از صفحہ 20

صاحبہ (بیچلر آف سائنس اِن اکنامک ایجوکیشن) 86 فیصد، وجیہہ محمود صاحبہ (بیچلر آف فلاسفی) 83 فیصد، عریبہ قیصر صاحبہ (آبی ٹور) 96 فیصد، Lana شیخ صاحبہ (آبی ٹور) 96 فیصد، نائیلہ نجم صاحبہ (آبی ٹور) 95 فیصد، طوبیٰ احمد صاحبہ (آبی ٹور) 93 فیصد، عمارہ متین صاحبہ (او لیول) 97 فیصد، خولہ خان صاحبہ (او لیول) 97 فیصد۔

تقریب تقسیم ایوارڈ کے بعد 12 بجکر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''اس جماعت میں داخل ہو کر اوّل تغیر زندگی میں یہ کرنا چاہئے کہ خدا پر ایمان سچا ہو کہ وہ ہر مصیبت میں کام آتا ہے۔ پھر اس کے احکام کو نظر خفت سے ہرگز نہ دیکھا جاوے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جاوے اور عملاً اس تعظیم کا ثبوت دیا جاوے۔ مثلاً نماز کا حکم ہے۔ جب ایک شخص اسے بجا لاتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے تو بعض لوگ اس سے تمسخر کرتے ہیں لیکن ایک مومن کو ہرگز لازم نہیں کہ ان باتوں اور ہنسی اور استہزاء سے وہ اس کی ادائیگی کو ترک کرے۔''

پھر آپ نے فرمایا:

''یاد رکھو اس سلسلے میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو'' فرماتے ہیں: ''ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو۔ جو آخرت کی فکر کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس پر رحم کرے گا۔ بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں دنیا کی اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔ نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ اور استغفار میں مصروف رہو۔ نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کرے گا۔'' فرمایا کہ ''یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو۔''

آپ نے پھر عورتوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ ''گلہ شکوہ اور غیبت سے رکیں۔'' پھر فرمایا کہ ''بیعت کا زبانی اقرار کچھ چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ تزکیہ نفس چاہتا ہے۔''

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''اصل مدّعا بیعت کا یہی ہے کہ توبہ کرو، استغفار کرو، نمازوں کو درست کر کے پڑھو، ناجائز کاموں سے بچو۔ میں جماعت کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں مگر جماعت کو بھی چاہئے کہ خود بھی اپنے آپ کو پاک کرے۔ یاد رکھو غفلت کا گناہ پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ یہ گناہ زہریلا اور قاتل ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والا تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ جس کو معلوم ہی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں وہ بہت خطرناک حالت میں ہے۔ پس ضرورت ہے کہ غفلت کو چھوڑ دو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جو شخص توبہ کر کے اپنی حالت کو درست کرے گا وہ دوسروں کے مقابلے میں بچایا جائے گا۔''

پھر فرماتے ہیں:

''پس دعا اسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو خود بھی اپنی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو قائم کرتا ہے۔ پیغمبر کسی کے لئے اگر شفاعت کرے لیکن وہ شخص جس کی شفاعت کی گئی ہے اپنی اصلاح نہ کرے اور غفلت کی زندگی سے نہ نکلے تو وہ شفاعت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ جب تک خود خدا تعالیٰ کی رحمت کے مقام پر کھڑا ہو تو دعا بھی اس کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ نرا اسباب پر بھروسہ نہ کرو کہ بیعت کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ لفظی بیعتوں کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ جیسے بیعت کے وقت توبہ کرتے ہو اس توبہ پر قائم رہو اور ہر روز نئی توجہ پیدا کرو جو اس کے استحکام کا موجب ہو۔'' فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ پناہ ڈھونڈنے والوں کو پناہ دیتا ہے۔ جو لوگ خدا کی طرف آتے ہیں وہ ان کو ضائع نہیں کرتا۔''

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یہ باتیں ہیں جو آپ نے بار بار ہمیں فرمائی ہیں۔ ہمیں ان معیاروں تک پہنچانے کے لئے یہ باتیں آپ نے کی ہیں۔ یہ وہ معیار ہیں جو آپ جماعت کا دیکھنا چاہتے ہیں اور جماعت کا ایک بڑا حصہ عورتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ دنیا میں عورتوں اور مَردوں کی جو نسبت ہے وہ ہمیں بتاتی ہے کہ عورتوں کی تعداد مَردوں سے زیادہ ہے اور یہی نسبت جماعت میں بھی ہو گی اور ہے۔ پس جماعت کی ترقی ان معیاروں تک پہنچانے میں اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ہمارا بڑا حصہ ان معیاروں کو حاصل نہ کرے جو کم از کم ایک احمدی مسلمان کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس ہماری عورتوں کو اس پہلو سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اگر گھر کا مرد ٹھیک ہے، اس کا دین سے تعلق ہو، ان خصوصیات کا حامل ہو یا ان باتوں کی طرف توجہ دینے والا ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہیں تو عورتوں اور بچوں کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مَردوں میں کمزوریاں ہیں تو ہم نہ اپنے آپ کو برباد کر سکتے ہیں، نہ اپنی نسلوں کو برباد کر سکتے ہیں۔ پھر عورتوں کو خود میدان میں کودنا ہوگا۔ اپنے گھروں کو سنبھالنا ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمایا ہے کہ عورت گھر کی نگران ہے۔ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری عورت پر ہے اور وہ پوچھی جائے گی۔ یونہی تو اللہ تعالیٰ نے ماں کو جو حق ہے وہ باپ کے حق سے تین درجے زیادہ نہیں دیا ہوا۔ اسی کی وجہ ہے۔ کیوں یہ حق تین درجے زیادہ ہے ماں کا باپ کی نسبت؟ عورت کے قدموں کے نیچے جنت ملنے کی ضمانت صرف ماں بننے سے تو نہیں مل جائے گی بلکہ ان سب باتوں کے کچھ لوازمات ہیں، کچھ خصوصیات ہیں، کچھ فرائض ہیں جو ماؤں کے ذمہ ہیں جن کی ادائیگی کے بعد ماں یہ سب مقام حاصل کرتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

وہ نوجوان بچیاں جو بلوغت کی عمر کو پہنچ رہی ہیں اور جن کی عقل اور سوچ پختہ ہو گئی ہے انہوں نے انشاء اللہ تعالیٰ مائیں بھی بننا ہے ان کو بھی ابھی سے سوچنا چاہئے کہ ان کا مقام کیا ہے اور ان پر کس قسم کی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ جہاں انہیں نیک نصیب ہونے اور اچھے خاوند ملنے کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں وہاں انہیں ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے جو مستقبل میں ان پر پڑنے والی ہیں۔ پس چاہے یہ شادی شدہ عورتیں ہیں، بچوں کی مائیں ہیں یا لڑکیاں ہیں، اگر سب نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا تو ایسے ماحول میں رہتے ہوئے جہاں آزادی کے نام پر بے حیائیاں کی جاتی ہیں جہاں مذہب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خدا سے بھی دُوری پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ جہاں خدا کے وجود پر شکوک وشبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے یا اکثر خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکار کیا جا رہا ہے۔ تو پھر نہ آپ کے دین سے جڑے رہنے کی کوئی ضمانت ہے۔ نہ آئندہ نسلوں کے دین سے جڑے رہنے کی کوئی ضمانت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر آپ یہ کہیں کہ مرد زیادہ بگڑ گئے ہیں ان کی اصلاح کی طرف بھی توجہ کریں تو مَردوں کو بھی کہا جاتا ہے۔ کوشش بھی کی جاتی ہے لیکن پھر اگر ایسے مرد بدقسمت ہیں جن کو اپنی اصلاح کی فکر نہیں اور دنیا کی رنگینیوں کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے والے نہیں ہیں تو پھر ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ جماعت کے نظام کی آنکھوں میں دھول جھونک کے، ان کو دھوکہ دے کے تو وہ شاید بچ جائیں لیکن پھر خدا تعالیٰ کی گرفت سے وہ نہیں بچ سکیں گے۔ جو اُن کی ذمہ داریاں ہیں انہوں نے ادا کرنی ہیں۔ لیکن اس وجہ سے عورتوں کو اپنی ذمہ داریاں نہیں بھولنی چاہئیں۔ جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ ہم اس بات پر ہم خاموش ہو کر نہیں بیٹھ سکتے اور خاموش تماشائی نہیں بن سکتے کہ مرد اپنے فرائض پورے نہیں کرتے تو ہمیں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ہر وقت فکر میں رہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لجنہ کی تنظیم اس لئے قائم فرمائی تھی کہ اگر جماعت کا ایک حصہ کمزور ہے اس میں کمزوری واقع ہوتی ہے تو کم از کم دوسرا حصہ جو عورتوں کا ہے، عورتیں اپنے فرائض کی طرف توجہ رکھیں۔ اگر عورتیں توجہ رکھیں گی تو آئندہ نسل کے مرد اور عورتیں ان راستوں پر چلنے والے ہوں گے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے متعین کئے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مَیں نے کچھ عرصہ ہوا صدر لجنہ جرمنی کو کہا تھا کہ اس وقت آپ کے لئے تبلیغ سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے۔ پہلے اپنی تربیت کی طرف توجہ دیں، اپنی عملی حالتوں کو درست کر لیں تو تبلیغ کے میدان پھر خود بخود کھلتے چلے جائیں گے۔ اس سے بھی کوئی یہ مطلب نہ لے اور خاص طور پر مرد کہ ان کے عملی نمونے اور تربیت بہت اچھی ہے اور صرف عورتوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جو باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں ان کی روشنی میں مردوں کی عملی حالت بھی کوئی ایسی نہیں کہ ہم مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں۔ جب میں آپ سے مخاطب ہوں تو مَرد بھی میری باتیں سن رہے ہیں۔ ان کو بھی اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور بہت زیادہ ضرورت ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تو بہر حال میں اس وقت عورتوں سے مخاطب ہوں اور عورتیں اگلی نسل کی تربیت زیادہ بہتر رنگ میں کر سکتی ہیں۔ اس لئے مَیں زیادہ فکر کے ساتھ آپ پر ذمہ داری ڈال رہا ہوں۔ پس نہ مردوں کو کسی خوش فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت ہے، نہ آپ کو اس بات پر پریشان ہونے کی ضرورت ہے کہ شاید ساری کی ساری کمزوریاں ہم عورتوں کے اندر ہی ہیں۔ ہر ایک نے اپنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ خدا تعالیٰ کے آگے جب پیش ہونا ہے تو اپنے اعمال کا جواب ہر ایک نے خود دینا ہے۔ اس لئے اس سوچ کے ساتھ ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور ان جائزوں کے کم از کم معیار وہ ہیں جن کا مختصراً ذکر مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے کیا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ بعض نکات ہیں اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے سامنے رکھے تو عملی اصلاح کے معیار اونچے سے اونچے ہوتے چلے جائیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا مکمل متن حسبِ طریق علیحدہ شائع ہوگا۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بجکر 20 منٹ تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

....

اس کے بعد ممبرات لجنہ اور ناصرات کے مختلف گروپس نے عربی، اردو، جرمن، انگلش، فارسی، ترکی، بنگلہ، اطالوی اور کشمیری زبان میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔

اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کم عمر بچوں والی مارکی میں بھی تشریف لے گئے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے درمیان پا کر خواتین اور بچوں کی خوشی دیدنی تھی۔ اس مارکی میں بھی پیارے آقا کی خدمت میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے گئے۔

بعد ازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پونے دو بجے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

جرمن مہمانوں کے لئے خصوصی پروگرام

پروگرام کے مطابق چار بجے سہ پہر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمن مہمانوں کے ساتھ ایک پروگرام میں شرکت کیلئے مردانہ جلسہ گاہ تشریف لائے۔ جرمنی کے مختلف شہروں اور علاقوں سے آنے والے جرمن مہمانوں کے ساتھ یہ پروگرام کچھ وقت پہلے سے جاری تھا۔

اس پروگرام میں شامل ہونے والے مہمانوں کی تعداد 1249 تھی۔ جرمنی کے علاوہ دیگر 45 سے زائد ممالک اور اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگ اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ ان ممالک میں افغانستان، پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش، نیپال، انڈونیشیا، کوریا، مراکش، گھانا، نائیجر، صومالیہ، ایتھوپیا، اریٹریا، سوڈان، عراق، اردن، سیریا، کویت، یمن، سعودی عربیہ، مصر، ترکی، بیلارس، بلغاریہ، میسیڈونیا، البانیہ، بوزنیا، سربیا، اسٹونیا، اٹلی، ہنگری، سپین، بیلجئم، فرانس، یوکے، ہالینڈ، آسٹریا، ناروے، سویٹزرلینڈ، کروشیا، لتھوانیا، چیچنیا، رومانیہ، آزربائیجان، امریکہ، کوسٹاریکا اور ایکواڈور وغیرہ شامل ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد پر اس پروگرام کا آخری سیشن تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ کے ساتھ شروع ہوا۔

بعد ازاں چار بجکر پچیس منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر جرمن مہمانوں سے خطاب

تشہد و تعوذ کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں اور آپ سب امن کے ساتھ رہیں۔ سب سے پہلے تو میں دل کی گہرائی سے آپ سب کا شکرگزار ہوں جو اپنا وقت نکال کر آج یہاں آئے ہیں اور ہمارے سالانہ جلسہ میں شرکت کر رہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بدقسمتی سے دنیا کی اکثر آبادی میں عمومی طور پر مذہب اور خاص طور پر اسلام کا خوف پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اس صورتِ حال میں آپ لوگوں کی خالصتاً ایک مذہبی پروگرام میں شمولیت ظاہر کرتی ہے کہ آپ کو مذہبی علم کے حصول اور اس کے متعلق تحقیق کرنے میں دلچسپی ہے۔ اس لئے شکریہ کے جذبات کے ساتھ ساتھ میں دعا گو بھی ہوں کہ آپ کا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جو مذہب کی حقیقت اور اس کی ضرورت کو دل کی گہرائی سے جاننا چاہتے ہیں۔ آج بطور سربراہ احمدیہ مسلم جماعت، میں آپ کو مختصراً اسلام کی حقیقی تعلیمات کے بارے میں بتاؤں گا۔ یقیناً اس مختصر وقت میں اسلام کی تمام تعلیمات کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ اس لئے میں چند پہلوؤں تک ہی محدود رہوں گا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

ہم دیکھتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً مغربی دنیا میں اسلام کے بارے میں مختلف تحفظات جنم لیتے رہتے ہیں اور اندر ہی اندر اسلام کے خلاف عداوت پائی جاتی ہے جسکے باعث اسلامی تعلیمات پر چند غیر منصفانہ الزامات لگائے جاتے ہیں۔ غلط تفسیرات قرآنِ کریم کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور اس کی تعلیمات بالکل غلط طور پر پیش کی جاتی ہیں تا کہ یہ ثابت کیا جائے کہ نعوذ باللہ اسلام انتہا پسندی اور بربریت کے سوا کچھ نہیں سکھاتا۔ یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ ظالمانہ اور جابرانہ اقدام اٹھائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو نئی مسجد بنانے پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہیں، کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ اس کے ذریعہ سے یہ انتہا پسند تعلیمات مغربی دنیا تک پہنچ جائیں گی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار نہیں کہ زیادہ تر مسلم دنیا کی حالت انتہائی نازک ہے۔ اور جب ہم کچھ نام نہاد مسلمانوں کے طرزِ عمل دیکھتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ ان کے یہ خدشات درست معلوم ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں متاثرین مطالبہ کرتے ہیں کہ مذہبی عبادات اور اسلامی تعلیمات پر پابندی لگائی جائے۔ یہ لوگ بڑے زور و شور سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ اور نئی مساجد بننے پر پابندی لگنی چاہئے۔ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز اور سخت نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

پس میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اسلام کو عیسائیت کے بعد دنیا کا دوسرا بڑا مذہب سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ مغرب میں رہنے والے عیسائیوں کی اکثریت اپنے مذہب پر عمل نہیں کرتی اور نہ ہی انہیں مذہب میں کوئی دلچسپی ہے۔ اور اس بات کو چرچ بھی تسلیم کرتی ہے اور مختلف میڈیا رپورٹس بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ یقیناً ایسے لوگوں کا ایک بڑا حصہ ایسا ہے جو کہ خدا کے وجود سے کلیتہً انکاری ہے، اور کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا پر تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن یہ نہیں مانتے کہ مذہب بھی خدا کی طرف سے ہے، اور وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت اپنے مذہب سے گہرے لگاؤ کا اظہار کرتی ہے اور اپنے مذہب کے خلاف یا نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کہی گئی بات کو برداشت نہیں کرسکتی۔ چنانچہ جب مخالفینِ اسلام مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل کرتے ہیں تو یہ عمل ایک منفی ردِ عمل پر منتج ہوتا ہے جو پھر دنیا میں سخت فتنہ اور فساد کا باعث بنتا ہے۔ جہاں مسلمانوں کا منفی ردِ عمل بالکل غلط اور بلا جواز ہے وہاں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ انسانی فطرت اور عقل اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب کسی کے جذبات اور احساسات کو غلط طریق پر اشتعال دیا جائے یا ابھارا جائے تو طبعاً وہ ردِ عمل دکھاتا ہے۔ ایسے ردِ عمل کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام مخالف طاقتیں بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی تحقیق کے فوراً اسلام کو انتہا پسند اور دہشت گرد مذہب قرار دے دیتی ہیں۔ وہ بڑی ڈھٹائی سے اور بلاتردد اسلام کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ انصاف کا تقاضا ہے کہ جہاں وہ ایسے جرائم اور غلط اقدامات کو روکیں، وہاں دیانتداری سے اس بات کا جائزہ بھی لیں کہ آیا یہ اعمال اسلام کی سچی تعلیمات کے مطابق ہیں یا پھر یہ اسلام کی بے جا اور غلط نمائندگی کرتے ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

اس ضمن میں مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ مغربی میڈیا میں بعض غیر مسلم مبصرین نے یہ سوال اٹھانا شروع کر دیا ہے کہ عیسائیوں کے غلط اقدامات کو عیسائی تعلیم سے کیوں نہیں جوڑا جاتا جبکہ مسلمانوں کے غلط اقدامات کو ہمیشہ اسلامی تعلیمات سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ انکا یہ عمل درحقیقت انصاف کے لئے آواز بلند کرنا ہے۔ یہ درحقیقت دنیا سے تمام رنجشوں اور بغضوں کو ختم کرنے کی کوشش کے لئے آواز بلند کرنا ہے۔ یہ درحقیقت تمام لوگوں کو قریب لانے اور ان میں باہمی ہم آہنگی کی فضاء قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے جو ہم نے اسلام کی سچی تعلیمات سیکھی ہیں وہ تو یہ ہیں کہ کبھی بھی ظلم نہ کرو اور ہمیشہ بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرو۔ اسلام مسلمانوں کو سکھاتا ہے کہ تمام لوگوں اور تمام قوموں کو ہر قسم کی غلامی سے آزاد کر دو۔ خواہ یہ غلامی جسمانی ہو، معاشی ہو یا سماجی۔ اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ تمام لوگ برابر ہیں اور کسی کے رنگ و نسل اسکی بڑائی یا مرتبہ کا تعین نہیں کرتے بلکہ یہ قومیتیں اور نسلی امتیاز صرف شناخت کے لئے ہیں، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر کسی قسم کی فوقیت حاصل ہے۔ جو چیز خدا تعالیٰ کو پسند ہے، وہ راستبازی ہے۔ چنانچہ وہ شخص جو نیک اعمال کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا پیار اور قرب پاتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص کو کوئی رتبہ یا مقام حاصل ہے تو وہ صرف اسکی نیکی اور اس کے اچھے اخلاق کی وجہ سے ہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

اسلام تعلیم دیتا ہے کہ راستبازی کے دو اہم ترین پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور اسکی عبادت اور دوسرا پہلو خدا تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی اور خدمتِ انسانیت ہے۔ اسلام مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ معاشرے میں ہر جانب، ہر طبقہ اور سطح پر باہمی محبت اور پیار پھیلایا جائے، خاص طور پر ایسے افراد تک جو معاشرے کا سب سے کمزور اور نادار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، جیسا کہ یتامیٰ۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا:

مزید یہ کہ دنیا کے امن کی خاطر اسلام تعلیم دیتا ہے کہ جنگ کرنے یا کسی قسم کی جارحیت کا مظاہرہ کرنے میں ہرگز پہل نہ کرو۔ اگر تم پر جنگ مسلط کر دی جائے اور مقابلہ کے علاوہ کوئی راہ باقی نہ رہے تو تمہیں دوبارہ سے امن قائم کرنے کی نیت سے صرف اپنا دفاع کرنا چاہئے۔ چنانچہ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ جب حملہ آور ہتھیار کھینچ لے تو تمہیں کوئی حق نہیں ہے کہ اس بات کا فائدہ اٹھاؤ اور اُن پر کسی بھی قسم کا ظلم ڈھاؤ اور حد سے تجاوز کرو۔ ایسے موقع پر جنگ فوری طور پر ختم کر دینی چاہئے اور شکست خوردہ فریق کو معاشی پابندیوں میں جکڑنا نہیں چاہئے بلکہ فاتح کو چاہئے کہ نہ تو ان پر اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش کرے، نہ انہیں کسی بھی طور محکوم بنائے اور نہ کسی بھی انداز سے انکی تذلیل کرے۔ یہاں تک کہ جہاں اسلام صرف دفاعی جنگ کی

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Mian Hanif Ahmad Kamran
Rabwah 0092 47 6212515
15 London Road, Morden SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

اجازت دیتا ہے، تو ایسی صورت حال میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت اصول مقرر فرماتے ہوئے اسے بہت محدود کر دیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ جہاں مسلمانوں کو جنگ پر مجبور کیا جائے تو امن قائم کرنے کی خاطر، انہیں ہرگز اجازت نہیں کہ کسی عورت یا بچے کو تکلیف دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پادری یا مذہبی رہنما، اپنی عبادتگاہوں میں رہیں، ان پر حملہ نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی کلیسا اور مذہبی عبادتگاہ کو نشانہ بنایا جائے۔

آجکل ہم ماحولیات کے بارے میں بات کرتے ہیں تو ماحول کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ سلم نے تعلیم دی کہ کوئی درخت نہ گرایا جائے اور کوئی فصل تباہ نہ کی جائے۔ درحقیقت جنگ کی حالت میں بھی مسلمانوں کو اجازت نہیں کہ مخالف سپاہیوں کے علاوہ کسی پر حملہ کریں۔ اسلئے تعلیم دی کہ کسی عام شہری کو ہرگز کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیئے۔

تاہم یہ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو جنگیں آج لڑی جاتی ہیں، ان میں معصوم لوگ ہی سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور عام شہریوں کی ہلاکت کی شرح سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ دوسری جنگِ عظیم میں بھی زیادہ تر مرنے والے معصوم شہری ہی تھے۔ ہم آج کل بھی دیکھتے ہیں کہ چھوٹی موٹی جنگوں اور تنازعات میں عام شہری ہی ہیں جو سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ میں واضح کردوں کہ یہ کلیۃً اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جنگ کے دوران کسی مسلمان نے ایک عورت اور بچہ کو قتل کر دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ شدید ناراض ہوئے۔ دیگر ساتھیوں نے اسکا جواز کھڑا کرنے کی خاطر عرض کی کہ وہ دونوں ماں بچہ یہودی یا غیر مسلم تھے۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح انداز میں فرمایا کہ وہ دونوں معصوم تھے، اور معصوم افراد کا قتل بہت سنگین جرم اور گناہ کبیرہ ہے۔ پس یہ چند مثالیں میں نے دی ہیں جو اسلام کی سچی اور خوبصورت تعلیمات کی صرف ایک جھلک پیش کرتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یقیناً طبعی طور پر یہ سوال ابھرتا ہے کہ اگر یہ اسلام کی مستند تعلیمات ہیں تو ایسے مسلمان گروہ یا افراد کیوں نظر آتے ہیں جو بربریت کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں اور غیر مسلموں پر ہولناک حملے کر رہے ہیں۔

اس سوال کا پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی میں چودہ سو سال قبل جواب دے دیا گیا تھا۔ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح رنگ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ آئیگا جب مسلمانوں کی اکثریت اسلامی تعلیمات سے دور جا پڑے گی۔ تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے عظیم خوشخبری بھی دی کہ ایسے روحانی تاریکی کے دور میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت ایک مرتبہ پھر دنیا کو گھیر لے گی اور خدا تعالیٰ ایک مسیح اور مہدی کو بھیجے گا جو اسلام کی سچی اور خالص تعلیمات کا پھر سے نفاذ کرے گا۔ ہم احمدی مسلمان ایمان لاتے ہیں کہ وہ مسیح اور مہدی آچکا ہے اور وہ آپ ہی ہیں جنہوں نے احمدیہ مسلم جماعت کی بنیاد رکھی۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو اسلام کی سچی اور اصل تعلیمات سے منور کیا۔ اس ضمن میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے بعض اقتباسات پیش کرتا ہوں جن میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی حقیقی اور امن پسند تعلیمات کو روز روشن کی طرح واضح کیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے کہ شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی محبت اور دوسرا بنی نوع کی اس حد تک محبت کہ دوسروں کی تکالیف اور مصائب کو اپنا سمجھو اور ان کے لئے دعا کرو۔

ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں؛

’’سب سے مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے کیونکہ ہر وقت اس کا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہ ابتلاء سامنے رہتا ہے...... میں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کردو‘‘ (ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 440)

ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں؛

’’میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو، خواہ وہ کوئی ہو، ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور‘‘

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں؛

’’میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ ۔۔۔ میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو‘‘

(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 217)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ بانی احمدیہ مسلم جماعت کی تحریرات میں سے صرف چند مثالیں تھیں، جن میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متبعین کو دنیا کے ہر حصہ میں محبت اور ہمدردی پھیلانے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہ اسلام کی سچی تعلیمات ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انہی امن پسند اور ہمدردانہ تعلیمات کے ذریعہ احمدیہ مسلم جماعت نے ترقی کی ہے اور دنیا کے ہر حصہ میں پھیل چکی ہے۔

ہمارے پیغام میں درشتی نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی زبردستی اور جبر ہے بلکہ ہمارا پیغام محبت، پیار اور اتحاد ہے۔ ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ ہم سخت اور نازیبا الفاظ کا جواب دعاؤں سے دیں اور ظلم و جبر جو ہم سے روا رکھا جاتا ہے اور دکھ جو ہمیں سہنے پڑتے ہیں، ان کے مقابل پر ہم دنیا کو صرف اور صرف محبت، امن اور سکون فراہم کرتے ہیں۔ یہی ہماری تعلیمات ہیں اور یہی ہمارا ایمان ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج خلافت کا نظام، جو کہ ایک روحانی خلافت ہے، احمدیہ مسلم جماعت کی رہنمائی کرتا ہے اور اسلام کی سچی تعلیمات کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ احمدیہ جماعت کا خلیفہ خدا تعالیٰ کے حقوق اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کی بنیادی اسلامی تعلیمات سے ہرگز ہٹ نہیں سکتا۔ آج نظام خلافت ہر ممکن ذریعہ سے امن قائم کرنے اور تمام دنیا میں پیار اور محبت قائم کرنے کی خاطر کوشش کر رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مجھے افسوس ہے اور یہ جان کر دکھ ہوا کہ جرمنی کے بعض حصوں میں لوگوں نے کہا ہے کہ وہ خلافت کو اس ملک میں ایک قدم بھی چلنے نہ دیں گے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ سچی خلافت شفقت اور خیر خواہی پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ ایسے لوگوں کے لئے مشکلات کھڑی کرنا چاہتے ہیں اور پابندیاں لگانا چاہتے ہیں جو اس ملک میں امن سے رہ رہے ہیں اور اس ملک سے پیار کرتے ہیں؟ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی سمجھدار اور عقلمند شخص کبھی بھی ایسی غیر دانشمندانہ رائے کی تائید کرے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

شکر ہے کہ جرمن عوام کی اکثریت ایسے رویوں کو کسی خاطر میں نہیں لاتی جو عدم برداشت پر مبنی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج آپ سب یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ آپ خود مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ان ہالز میں ہزاروں مرد و خواتین ہیں جو خلافت سے گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ اور اس نہ ٹوٹنے والے روحانی بندھن کے ذریعہ سے یہ مکمل طور پر متحد ہیں۔ وہ یہی بات کرتے ہیں کہ پیار و محبت کو کیسے پھیلایا جائے اور بنی نوع انسان کے حقوق کیسے ادا کئے جائیں۔

یقیناً جرمن آبادی میں سے جو مقامی افراد احمدیت قبول کر رہے ہیں وہ اس بات کی سچائی کی تصدیق کر رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی خلافت لوگوں کو خدا تعالیٰ کے حقوق اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں یہ بھی واضح کردوں کہ یہ خلافت جو جماعت احمدیہ کی رہنمائی کر رہی ہے، اس کو اقتدار یا حکومت حاصل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یقین رکھیں کہ سچی خلافت کے کوئی سیاسی یا دنیاوی عزائم اور مقاصد نہیں ہیں اور نہ یہ خلافت ان کو عطا کی جاتی ہے جو ان چیزوں کی ہوس اور لالچ رکھتے ہیں۔ خلافتِ احمدیہ کو صرف اس بات سے غرض ہے کہ دنیا والے اپنے خالق کو پہچان جائیں، ایک خدا کے سامنے جھکیں اور دوسرا یہ کہ دنیا کے لوگوں میں باہم ہم آہنگی اور محبت قائم کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج احمدیہ مسلم جماعت جو دنیا کے 204 ممالک میں پھیل چکی ہے، عملی طور پر اس سچائی کی تصدیق کر رہی ہے۔ آپ سب جو تقریباً تیس ہزار مسلمانوں کے مجمع میں مکمل امن سے بیٹھے ہیں، یہ اسی وجہ سے ہے کہ یہ وہ مسلمان ہیں جو ایسی خلافت کے پیروکار ہیں جو صرف محبت کے ذریعہ دلوں کو فتح کرنا چاہتی ہے۔ یہ ہرگز نہیں چاہے گی کہ طاقت، جبر اور انتہا پسندی کے ذریعہ کسی قوم یا ملک کو فتح کیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آخر پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میں نے آپ سے یہاں کہا ہے، اسکے باعث اسلام کی سچی تعلیمات آپ پر واضح ہوگئی ہوں گی اور آپ خلافت جو کہ احمدیہ مسلم جماعت کی رہنمائی کر رہی ہے، کی حقیقت جان گئے ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس خلافت سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی حقیقت کے بارے میں اپنے اپنے دائرہ کار میں بھی لوگوں کو بتائیں۔ یہ خلافت دنیا میں ہونے والے ہر قسم کے ظلم اور ناانصافی کے خلاف آواز اٹھانے اور اسکی مذمت کرنے میں ہمیشہ صفِ اول میں ہو گی۔ یقیناً اگر کوئی احمدی مسلمان کسی غلط کام کا مرتکب ہوتا ہے تو ہم اس کے خلاف مناسب کارروائی کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور آپ سب کا یہاں آنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ کرے کہ آپ میرا یہ مخلصانہ اور دل سے نکلا ہوا پیغام سمجھ جائیں۔

ایک دوسرے پر انگلی اٹھانے کی بجائے اور ایک دوسرے کے جذبات کو مجروح کرنے کی بجائے ہمیں باہم متحد ہونا چاہئے اور اپنی قوم کی ترقی اور دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کوششوں میں کامیاب فرمائے۔ آمین۔ بہت بہت شکریہ۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب 4 بجکر 55 منٹ تک جاری رہا۔ خطاب کے آخر پر مہمان حضرات کافی دیر تک تالیاں بجاتے رہے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ ہمارا طریق ہے کہ ہم اپنے پروگرام کے اختتام پر دعا کرتے ہیں۔ تمام احمدی میرے ساتھ دعا میں شامل ہوں گے اور تمام دیگر مہمان اپنے اپنے طریق کے مطابق دعا کر سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ اور بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

مہمانوں کے تأثرات

حضور انور کے اس خطاب نے مہمانوں پر گہرا اثر چھوڑا اور بہت سے مہمانوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہمارے دل بدل دیئے ہیں۔ ان مہمانوں میں سے چند ایک مہمانوں کے تأثرات ذیل میں درج ہیں؛

☆ **ایک مہمان حسین صاحب نے کہا:** مجھے حضور انور کا خطاب بہت اچھا لگا۔ بہت سی باتوں پر یقین نہیں ہے لیکن پھر بھی مجھے خطاب اچھا لگا ہے۔ جلسہ کا ماحول حیرت انگیز تھا۔ حضور کی شخصیت مجھے بہت اچھی لگی۔ حضور جانتے ہیں انہوں نے اپنی جماعت کے لوگوں کا خیال کس طرح رکھنا ہے۔ میں یہ دیکھ کر بھی حیران ہوں کہ جماعت کے لوگوں میں حضور انور کے لئے محبت اور اطاعت کا کتنا جذبہ ہے۔

☆ **ایک مہمان Dan صاحب نے کہا:** حضور کا خطاب دلچسپ تھا۔ حضور نے جو امن کا پیغام دیا ہے وہ عالمی understanding کیلئے بہت ضروری ہے۔ میں نے خطاب سے یہ بات اخذ کی ہے کہ انسانوں کو مل جل کر رہنا چاہئے اور ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہئے۔ حضور نے بتایا کہ کس طرح مختلف مذہب و ملت کے لوگ اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اس بات کی میں قدر کرتا ہوں اور حضور کے انداز بیان سے متاثر ہوا ہوں۔

☆ **ایک مہمان Karl Heinz صاحب نے بیان کیا:** میں حضور کے خطاب سے بہت زیادہ متاثر ہوا ہوں۔ آپ نے وہ باتیں کہی ہیں جو پوپ نے بھی کبھی نہیں کہہ سکی تھیں۔ میڈیا میں مسلمانوں کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ وہ سارے تشدد پسند ہوں اور ان کے خلاف اکسایا جاتا ہے اور عیسائیوں کو بطور معصوم پیش کیا جاتا ہے۔ آج مجھے اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیم کا علم ہوا ہے۔ حضور کی شخصیت میں ایک روحانی تاثیر ہے۔ یہاں ایک پُرامن ماحول ہے۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ اتنے زیادہ لوگ اتنے پیار سے اور مہذبانہ طریق پر اکٹھے رہ رہے ہیں۔

☆ **ایک سیاستدان Norbert Wagner نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** میں تین سالوں سے جلسہ کے موقع پر حضور کے خطابات سن رہا ہوں۔ آج کے خطاب نے بھی مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ آپ کا آج کا خطاب بہت واضح اور To-the-Point تھا۔ حضور انور کی شخصیت مثبت اور پُرسکون ہے۔ جلسہ کا ماحول بھی بہت اچھا تھا اور سب لوگ پُرامن ہیں۔

☆ **اس سیاستدان کے ایک ساتھی Hans Olivier نے کہا:** حضور کے خطاب نے مجھے انتہائی متاثر کیا ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک امتیاز ہے۔ اسلام کا مطلب ہی امن ہے۔ جماعت احمدیہ ہی وہ

جماعت ہے جو حقیقی اسلام کو پیش کر رہی ہے۔ یہ ایک بڑی حیران کر دینے والی بات ہے کہ اتنا بڑا مجمع کتنے امن اور سکون کے ساتھ رہ رہا ہے۔ کوئی بھی کسی قسم کا مسئلہ نہیں کھڑا کر رہا۔ اگر اتنا بڑا مجمع جرمن لوگوں کا ہوتا تو کچھ لوگ ان میں ضرور ہوتے جو ماحول کو خراب کرتے۔ میں پچھلے تین سالوں سے آرہا ہوں۔ اس سال کے جلسہ سے میں گزشتہ سالوں کے جلسوں کی نسبت زیادہ متاثر ہوا ہوں۔ پتہ نہیں کیوں۔ شاید میں اب جلسہ سالانہ کے ساتھ مانوس ہو گیا ہوں اور اپنائیت سی محسوس کرنے لگ پڑا ہوں۔

☆ **ایک teacher جو انگریزی اور فرنچ زبان پڑھاتی ہیں انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** میں پہلی بار ایسے بڑے مسلمانوں کے ایک پروگرام میں شامل ہوئی ہوں۔ اس کے انتظامات بہت اچھے تھے۔ ہر طرف امن اور سکون تھا۔ خلیفہ نے بھی جو باتیں کیں وہ سب درست ہیں۔ اسلام کی اصل تعلیم کے بارہ میں جو بھی بتایا وہ ہر انسان جو عقل اور فہم رکھتا ہو سمجھ سکتا ہے۔ خلیفہ نے اسلام کی جو تصویر دکھلائی وہ ایک مثالی اور ideal معاشرے کی ہے۔

اسلام کی اصل تعلیم تو اس سے بالکل مختلف ہے جو میڈیا پیش کرتا ہے۔ میڈیا تو صرف بری اور negative تصویر پیش کرتا ہے لیکن اصل میں اسلام ایسا مذہب نہیں ہے۔ اگر اس طرح اسلام پر عمل کیا جائے تو پھر سب کیلئے فائدہ مند ہو۔

☆ **ایک مہمان Dominik صاحب نے کہا:** خلیفہ صاحب ایک پُر امن اور محبت سے بھری ہوئی شخصیت ہیں۔ ان کے خطاب سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوا۔ جماعت کا پہلے سے کچھ تعارف تو تھا لیکن خلیفہ کی تقریر سننے کے بعد بہت سی نئی باتوں کا علم ہوا۔ خلیفہ صاحب نے واقعی اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کی ہے۔

☆ **ایک مہمان Kai صاحب نے کہا:** تمام احمدی اچھا تاثر دے رہے ہیں کیونکہ سب پیار سے پیش آتے ہیں۔ احمدیت کو پہلے تو نہیں جانتے تھے لیکن دوسرے سنّی مسلمانوں کو جانتے تھے۔ آج خلیفۃ المسیح نے اپنے ایڈریس میں جو اسلام کی تعلیم بتائی ہے، وہ بہت پُر امن اور پیار والی ہے۔ خلیفہ صاحب کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ان کی ہر بات اور ہر لفظ سچا ہے۔

☆ **ایک مہمان Matthias Schulz صاحب نے کہا:** آج خلیفۃ المسیح نے اپنے ایڈریس میں جو تعلیم رواداری کی اور مساوات کی پیش کی ہے یہ بہت ہی اعلیٰ تعلیم ہے۔ یہ جرمن قانون کے عین مطابق ہے۔ میرے ساتھ یونیورسٹی میں ایک احمدی پڑھتا ہے اور اس کے عمل سے نظر آتا ہے کہ احمدی مسلمانوں اور دوسرے مسلمانوں میں فرق ہے۔

ادھر جلسہ پر خاص طور پر ایک ایسا بھائی چارہ اور اتحاد نظر آتا ہے جو اور کسی جگہ نہیں پایا جاتا۔ عیسائیت میں بھی ایسا نہیں ملتا۔

☆ **ایک جرمن مہمان نے کہا کہ:** یوں لگتا تھا کہ یہ خلیفہ کا خطاب میں نے لکھا ہے کیونکہ اس کا ہر لفظ میرے دل کی آواز تھی۔

....

آج پروگرام کے مطابق رشین اور عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ملاقاتوں کے پروگرام تھے۔

رشین احباب سے ملاقات

آٹھ بجکر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور رشین ممالک کے مہمانوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات شروع ہوئی۔

پچاس کے قریب رشین مہمان آئے تھے۔ ان کا تعلق آرمینیا، قرغیزستان، آذر بائیجان، جارجیا، چیچنیا اور ازبکستان سے تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری تمام مہمانوں سے تعارف حاصل کیا۔

☆ **ایک چیچن خاندان کے سربراہ اور ان کی اہلیہ نے ملاقات کے دوران حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی** (انکے لئے حضور انور نے نسخہ بھی تجویز فرمایا)۔ ملاقات کے بعد ان پر حضور انور کی روحانیت کا گہرا اثر تھا۔ بے انتہا ممنونیت کے ساتھ اپنے مبلغ کو بار بار کہتے کہ آپ بھی حضور سے ہمارے لئے دعا کی درخواست کریں۔ نیز کہا کہ ہم بھی دعائیں کرتے ہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ حضور کی دعائیں شرفِ قبولیت پاتی ہیں۔ مبلغ نے کہا کہ آپ خود بھی حضور انور کو خط لکھیں، حضور انور خود خط پڑھتے ہیں، دعا کرتے ہیں اور خط کا جواب بھی دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں خط کا جواب نہ بھی دیں، صرف ملاحظہ فرما کر دعائیں کر دیں، یہی ہمارے لئے کافی ہے۔

☆ **ایک نوجوان جو تقریباً حضور انور کے سامنے ہی بیٹھے ہوئے تھے نے بتایا کہ** حضورِ انور کے وجود سے کوئی روحانی طاقت نکل کر مجھ کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئی تھی۔ اور میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنا اعلیٰ معیار کا جلسہ ہوگا جس میں شمولیت کے لئے جا رہا ہوں۔ جلسہ میں گذارا ہوا وقت بہت ہی فائدہ مند تھا۔ اس جلسہ میں شمولیت میری زندگی کا سب سے خوبصورت اور کبھی نہ بھلایا جانے والا تجربہ ہے۔ اس جلسہ نے میری زندگی پر گہرا اثر کیا ہے۔

☆ **ایک آذر بائیجانی دوست** جماعت کے محبت کے پیغام اور حضور انور کی سب مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کی کوششوں کو بار بار اور بہت سراہتے رہے۔ جلسہ کے بارے میں اپنے تاثرات اس طرح بیان کئے کہ میں اس جلسہ میں شمولیت پر بہت ہی ممنون ہوں۔ نہایت اعلیٰ معیار کے انتظامات تھے۔ ڈسپلن بہت اچھا تھا۔ خدمت کرنے والوں کا انداز بہت ہی احترام والا تھا۔ صفائی و نظم و ضبط ہر ایک میں اور ہر جگہ ظاہر تھا۔ اس جلسہ کا انداز اور انتظامات سرکاری سطح کے انتظامات کے برابر تھے۔ میں بہت ہی مشکور ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کی حفاظت فرمائے۔

☆ **ایک آرمینین خاتون نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ** میں پہلی دفعہ آئی ہوں۔ مجھے جلسہ سالانہ بہت ہی اچھا لگا ہے۔ اتنے زیادہ لوگ تھے اور بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے سب ایک دوسرے ساتھ محبت سے رہ رہے تھے۔ نظم و ضبط بہت اچھا تھا۔ ہم سب بہت ہی مطمئن ہیں۔

☆ **ایک مہمان سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ** آپ نے اسلام کب قبول کیا تو اس پر موصوف نے بتایا کہ میں پیدائشی مسلمان ہوں۔ میرے والد صاحب مسلمان تھے لیکن میں صحیح اور حقیقی طور پر گزشتہ سال سے مسلمان ہوا ہوں۔ جب سے میرا جماعت سے رابطہ ہوا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب آپ حقیقی طور پر مسلمان ہوئے ہیں تو مزید غور کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق جس مسیح اور مہدی علیہ السلام نے آنا تھا وہ آچکے ہیں۔ آپ ان کی تلاش کریں۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت جماعت احمدیہ ہی ہے۔ آپ دعا کریں اور خدا تعالیٰ سے رہنمائی مانگیں۔

بعض مہمانوں نے اپنی رہائش کے حوالہ سے اور بعض نے اپنی بیماری کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور مشکلات دور فرمائے اور صحت دے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بعض مہمانوں کیلئے ہومیو پیتھک ادویات بھی تجویز فرمائیں۔

☆ **قرغیزستان کی ایک خاتون نے سوال کیا کہ احمدیوں اور دوسروں میں کیا فرق ہے؟ اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا؛**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اسلام پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جب اسلام کا نام لینے والے، اسلام کی تعلیمات کو بھلا دیں گے اور مسلمان نام کا رہ جائے گا۔ مسجدیں آباد تو ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں بدترین مخلوق ہوں گے۔ یعنی تمام خرابیوں کا سرچشمہ ہوں گے۔

تب ایک ریفارمر، ایک مصلح آئے گا جو سب کو اکٹھا کرے گا، سب مذاہب کو ایک ہاتھ پر جمع کرے گا اور اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم کا پیغام پھیلائے گا۔ سب کو اخوت اور محبت میں پروئے گا۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ آپ مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام بن کر آئے۔ 1889ء میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔

جبکہ دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان سے اُترنا ہے اور پھر مہدی علیہ السلام کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے۔ جب کہ ہم کہتے ہیں عیسیٰ نے آسمان سے نہیں آنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہی آنا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اور احادیث بھی یہی بتاتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جس نے آنا تھا وہ آگیا جبکہ دوسرے مسلمان اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب تو ویٹیکن والوں نے بھی یہ اعلان کر دیا تھا کہ جس عیسیٰ نے آنا تھا وہ اب کوئی نہیں آنا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو رکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین میں دفن کیا ہوا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ رکھا ہوا ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زیادہ مقام دینا چاہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: آپ اس بارہ میں خدا سے رہنمائی مانگیں۔ دعا کریں اور خدا سے ہدایت طلب کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: میں نے بعض خواتین کے واقعات سنائے تھے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی کہ یہ وہی جماعت ہے جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ پس اھدنا الصراط المستقیم کی دعا کرتے رہیں۔

پس بڑا فرق ہے کہ ہم آنے والے مسیح علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام کو ماننے والے ہیں جبکہ دوسرے کہتے ہیں کہ وہ ابھی نہیں آیا۔

سیریا میں جو قتل و غارت ہو رہی ہے اس پر ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں تھیں کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ مسلمان کو قتل نہ کرو۔ کلمہ پڑھنے والوں کو قتل نہ کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو سلامتی لے کر آئے تھے۔ یہ کلمہ پڑھنے والے ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں۔ پاکستان، سیریا، عراق، مصر اور دوسرے بعض مسلمان ملکوں میں یہی کچھ ہو رہا ہے۔ یہی چیزیں بتاتی ہیں کہ جس نے آنا تھا وہ آچکا ہے۔ اس کی مانو اور اسے قبول کرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مسلمانوں کی یہ صفت بیان فرمائی تھی کہ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے ہیں۔ ایک دوسرے کیلئے رحمت ہیں تو یہ رحم کیا ہے۔ یہ تو اس کے اُلٹ ظلموں کی ایسی داستانیں رقم کر رہے ہیں کہ شیطان بھی ان مظالم سے پناہ مانگے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس لئے یہ سب کچھ دیکھ کر سوچنے کی بات ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ ان حالات میں خدا سے رہنمائی لیں اور اپنی دنیا اور عاقبت سنواریں۔ آپ یہاں جلسہ پر آئے ہیں اور اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔

ان مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور امن کے قیام کیلئے دعا کریں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں بھی دعا کرتا ہوں اور کوشش بھی کرتا ہوں۔ آج ہی میں نے اپنے ایڈریس میں کہا ہے کہ اور بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امن کے قیام کیلئے آئے تھے اور آج یہ کام خلافت احمدیہ کے ذریعہ جاری ہے۔ آج میں نے ان لوگوں کو یہی بتایا ہے کہ امن کی طرف آؤ۔ اسی میں تمہاری بقا ہے۔

آخر پر سب مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ باری باری تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت طلباء کو قلم اور بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

یہ میٹنگ آٹھ بجکر تیس منٹ تک جاری رہی۔

....

عرب احباب کی ملاقات

بعد ازاں آٹھ بجکر 35 منٹ پر عرب احباب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

عرب احباب کی تعداد 220 تھی جس میں سے جرمنی سے ایک سو چالیس احباب شامل ہوئے جبکہ بیلجئم، فرانس، سپین اور بعض دوسرے ممالک سے تعلق رکھنے والے عرب احباب کی تعداد 80 تھی۔

☆ عراق سے تعلق رکھنے والے ایک عرب دوست نے بتایا کہ مجھے جلسہ بہت اچھا لگا ہے۔ میں مذہباً عیسائی ہوں اور اس جلسہ میں پہلی مرتبہ شامل ہوا ہوں۔ ہر کام بہت منظّم تھا۔

☆ ایک اور دوست نے کہا کہ میں بھی پہلی مرتبہ شامل ہوا ہوں اور سیریا سے آیا ہوں۔ مجھے جلسہ کے تمام انتظامات بہت اچھے لگے ہیں۔ ہر جگہ پیار و محبت دیکھا ہے۔ یہاں کا ماحول اسلامی ہے۔ اور آپ سب لوگ اسلام کی بہت اچھی شکل پیش کر رہے ہیں۔

☆ ایک عرب مہمان نے عرض کیا کہ حضور انور دعا کریں کہ جن لوگوں کو ابھی قبولیتِ احمدیت کی توفیق نہیں ملی خدا تعالیٰ ان کی رہنمائی کرے اور انہیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس حالت میں ضروری ہے کہ اپنے ایمان کی مضبوطی کیلئے اور اپنے ایمان کو بچانے کے لئے اِھْدِنَاالصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم کی دعا کی جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیریا کے حوالہ سے ایک سوال پر فرمایا کہ نہ آپ کے لیڈروں کو سمجھ آرہی ہے اور نہ وہ سمجھنا چاہتے ہیں۔ ہم ان کو مسلسل سمجھا رہے ہیں۔ وہاں مُلّاں ہیں جو فتنہ پیدا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمِ اُمّہ کو عقل دے، سمجھ دے۔ یہ ہم سب کو دعا کرنی چاہئے۔

یہ مسلمانوں کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ بجائے آپس میں رحم کرنے کے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر لگے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کے ارشاد رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کو بھول گئے ہیں اور بجائے ایک دوسرے پر رحم کرنے کے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مسلمانوں کی ان ظالمانہ حرکتوں کی وجہ سے اسلام بدنام ہو رہا ہے۔ یہ لوگ مغرب میں اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ کیا یہ سب باتیں مسلمانوں کو سوچنے پر مجبور نہیں کرتیں کہ جس مہدی علیہ السلام نے اور جس مسیح نے آنا تھا وہ آچکا ہے۔ ان موجودہ حالات میں مسلمانوں کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صرف مسلمان ہی ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بٹھائے بیٹھے ہیں۔ ورنہ جس عیسیٰ نے آنا تھا وہ اسی امت میں سے آنا تھا۔ اور وہ آچکا ہے اور ہم اسے مان چکے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک حقیقی مومن کو اگر اپنے ایمان کی فکر ہے، اپنے ملک کی فکر ہے تو وہ خدا کی طرف توجہ کر کے دعا مانگے اور خدا سے ہدایت کا طالب ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب یہاں دیکھ لیں۔ مختلف 30 سے زائد ممالک کی نمائندگی ہے۔ یوکے جلسہ پر 80 سے زائد ممالک کی نمائندگی ہوگی۔ تمام لوگ ایک ہاتھ پر جمع ہیں اور اسلامی تعلیم کا نمونہ دکھا رہے ہیں اور آپس میں پیار و محبت اور رواداری سے پیش آ رہے ہیں۔ کیا یہ دلیل کافی نہیں کہ جماعت احمدیہ اسلام کی خوبصورت تصویر دکھا رہی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔

☆ عرب مہمانوں میں سے ایک دوست ایک مہینہ پہلے احمدی ہوئے ہیں۔ انہوں نے روتے ہوئے بتایا کہ وہ اٹلی میں اپنے اہل خانہ، والدین اور بھائیوں کے ساتھ رہتے ہیں اور علاقے کے نماز سنٹر میں امام مسجد تھے۔ ایک ماہ قبل اللہ تعالیٰ نے انہیں احمدیت کی نعمت عطا فرمائی تو انہوں نے نماز سنٹر جانا چھوڑ دیا۔ اب ان کے دوست اور رشتہ دار تمسخرانہ انداز میں نمازوں کے اوقات میں انہیں کہتے ہیں کہ آؤ ہمیں نماز نہیں پڑھانی؟

اس پر حضور انور نے انہیں فرمایا کہ آپ انہیں یہ جواب دیا کرو کہ میں صرف مومنوں کا امام ہوں۔ اور مومنوں کی امامت کراؤں گا۔

☆ فرانس سے آئے ہوئے ایک عرب احمدی نے بتایا: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے میں نے رؤیا میں سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ: یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ پھر ایک نوجوان کو دیکھا جس کے بارہ میں مجھے خواب میں کہا گیا کہ یہ تمہارا نیا امیر/خلیفہ ہے۔

اس رؤیا کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات ہوگئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا انتخاب ہوا تو مجھے یہ رؤیا یاد آ گیا کیونکہ خواب میں دیکھے گئے نئے امیر یا خلیفہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی تھے۔

☆ ایک دوست نے عرض کیا کہ میں 2006ء سے احمدی ہوں۔ مجھے مشکلات کا سامنا ہے۔ میرے احمدی ہونے کی وجہ سے بیوی سے علیحدگی ہوگئی ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ **"اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ بیوی بھی مل جائے گی۔"**

☆ فلسطین کے مصائب کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا مومنین والی دعائیں کریں۔ ایک جماعت بن کر دعائیں کریں۔ تب ہی مسئلہ حل ہوگا۔ دعاؤں سے ہی حل ہوگا اور کامیابی ہوگی۔

....

ملاقات کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کو چاکلیٹس عطا فرمائیں۔

نو بجکر دس منٹ پر عرب احباب سے ملاقات کا یہ پروگرام ختم ہوا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

نو بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی جائے رہائش پر تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ)

☆......☆......☆

خصوصی نمبر ماہنامہ خالد بابت مکرم و محترم محمود احمد صاحب شاہد (بنگالی)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اپنے رسالہ "ماہنامہ خالد" کا ایک خصوصی نمبر بابت مکرم و محترم محمود احمد صاحب شاہد (بنگالی) سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ و امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ مکرم و محترم محمود احمد صاحب شاہد کی سیرت کے حوالے سے اپنی یادداشتیں و تصاویر مؤرخہ 10 اگست 2014ء تک ادارہ ھذا کو ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

ایڈریس: ایوان محمود چناب نگر (ربوہ)

Phone: +92-476212349, +92-476212685, +92-476215415

Email: etmaad.mkapakistan@gmail.com

NINE VACANCIES - Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1. **Indonesian Speaker** 2. **Bangla Speaker** 3. **Persian Speaker**
4. **Arabic Speaker** 5. **Urdu Speakers (3 vacancies)**

We are a UK registered charity, a religious community, that runs its own training academy and TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLES: We are inviting applications for the following nine posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record, be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and in addition to a recent equivalent to English Language level B2 on the CEFR have the additional main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

	Main qualification/work	*Likely posting*
Indonesian speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Bangla speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Arabic speaker	Assist Arabic desk present religious programmes on TV	Tilford Surrey
English speaker	Research, edit preaching literature and periodicals	London SW19
Urdu speaker	Lead presentation of religious TV programmes	London SW19
Urdu speaker	Minister of Religion, preaching and propagation	Oxford
Persian speaker	Farsi translation and promote literary research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Hadith critical appraisal and mysticism research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Jurisprudence, history and biographies	Minister of Religion training academy Hampshire

JOB DESCRIPTION: You would be required to do some or all of the following:

Lead and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager and working with the Channel Head, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:

You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have interpretation skills in Urdu and Arabic languages and as specified in respect of the first four and seventh vacancies with a good understanding of Indonesian, Bangla, Arabic, English or Persian. You should have served as a Minister of Religion for not less than two years (except for the lead presenter of religious TV programmes where up to 6 months Minister of Religion practical experience supplemented by a thorough TV broadcasting knowledge would suffice) and have a good record of performance. For all vacancies, you will preferably have some previous broadcasting experience, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, be able to follow instructions, memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED: You are expected to have either:

a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college or at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies; or a relevant HND level qualification; or an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience (6 months for lead TV presentation of religious programmes); or at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE: The stipend/customary offerings package include the following:

Meets minimum wage or £3,420/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg council tax, water rates, gas, electricity paid by the Employer; travel expenses reimbursed; 25 paid holidays per annum.)

Closing Date: 23 August 2014

Please apply to:
Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:
The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

پہلی جنگ عظیم کے ایک سو سال

July 1914 - July 2014

(زکریا ورک۔کینیڈا)

پہلی جنگ عظیم آج سے ایک سو سال قبل 28 جولائی 1914ء کو شروع ہوئی اور چار سال بعد 1918ء میں ختم ہوئی تھی۔امریکہ میں اس کو یوروپین جنگ کہا جاتا تھا کیونکہ اس کا محل وقوع یورپ میں تھا۔اس جنگ میں 9 ملین سپاہی لقمہ اجل بنے تھے کیونکہ صنعتی انقلاب اور جنگی ہتھیاروں میں تکنیکل ترقی کی وجہ سے مہلک ترین ہتھیار محاربین کے ہاتھوں میں آگئے تھے۔ جنگ کے اختتام پر جو ممالک اس میں شامل تھے ان میں زبردست تبدیلیاں اور انقلاب رونما ہوئے تھے۔

جنگ میں دو گروہ تھے : الائیڈ (Allied) یعنی اتحادی (رشین ایمپائر، فرانس، اٹلی، برٹش ایمپائر یعنی کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ہندوستان، ساؤتھ افریقہ اور یونان، بیلجیم، پرتگال، امریکہ، جاپان)۔ اور اس کے مدّ مقابل سینٹرل پاورز (جرمنی، آسٹریا ہنگری، سلطنت عثمانیہ، بلغاریہ)۔ یوں 70 ملین سپاہی جنگ کیلئے موبالائز (mobilize) ہوگئے جن میں 60 ملین محض یورپین اقوام کے فوجی تھے۔ سامراجی نظام کی حیات نو کے علاوہ جنگ کی وجہ Archduke Franz Ferdinand of Austria, کا قتل تھا جو 28 جون 1914ء کو کسی یوگوسلاوین شدت پسند نے کیا تھا۔ آسٹریا ہنگری نے سربیا کی حکومت کو الٹی میٹم دے دیا، جلد ہی اقوام کے مختلف حصوں میں منقسم ہونے پر alliances بن گئیں اور اس تنازعہ نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

28 جولائی کو آسٹریا ہنگری نے سربیا پر حملہ کا اعلان کرتے ہوئے پہلی گولی چلائی، ادھر جرمنی بلجیم اور لکسمبرگ پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد جب جرمنی نے فرانس کا رخ کیا تو برطانیہ نے اس کے خلاف اعلان جنگ کردیا۔ پیرس پر جرمنی کا حملہ روک دیا گیا جو بعد میں ویسٹرن فرنٹ کہلایا۔ ادھر ایسٹرن فرنٹ پر رشیا نے آسٹریا ہنگری کے خلاف کامیاب محاذ کھول دیا مگر جب روس نے ایسٹ پرشیا پر حملہ کیا تو جرمنی نے اسکا مضبوطی سے دفاع کیا۔ نومبر 1914ء کو ترکی بھی جنگ میں شامل ہوگیا جس کی وجہ سے سینائی اور عراق میں محاذ کھل گئے۔

جب روس میں 1917 میں انقلاب برپا ہوگیا تو روس نے سینٹرل پاورز کے ساتھ مصالحت کرنا دانش مندی سمجھی۔ نومبر 1918ء کو آسٹریا ہنگری نے مصالحت کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ویسٹرن فرنٹ پر جب جرمنی کو شکست کے آثار نظر آئے تو جرمنی نے نومبر 1918ء کو جنگ بندی کا اعلان کردیا جس کے بعد اتحادی فتح یاب ہوگئے۔

امن کے معاہدے

جنگ کے اختتام پر پیرس پیس کانفرنس نے مرکزی طاقتوں پر بہت سارے امن کے معاہدے لاگو کردیئے۔ معاہدے کی شقوں میں کچھ یہ تھیں کہ سینٹرل پاورز اتحادیوں اور ان کی حکومتوں، ان کے عوام کو ہونے والے تمام نقصان کے ذمہ دار ہیں۔ اس کا نام War guilt clause تھا۔ 1919 کے ورسیلز کے معاہدے Treaty of Versailles کا تعلق جرمنی سے تھا۔ جرمن قوم سے اس معاہدے سے خفا اور ناخوش تھی اور محسوس کرتی تھی کہ ان کی عزت نفس کو دھچکا لگا ہے۔ جن اقوام پر جرمنی کا قبضہ تھا وہ آزاد ہوگئیں۔ پیس کانفرنس کی ایک شق یہ تھی کہ شہریوں کا نقصان بھی شکست خوردہ اقوام دیں مگر صرف جرمن اکانومی اس قابل تھی کہ ایسا کرسکے۔ آسٹریا ہنگری مختلف ملکوں میں تقسیم ہوگیا جیسے یوگوسلاویہ، چیکوسلواکیہ، ہنگری، آسٹریا۔ رشین ایمپائر کا ویسٹرن فرنٹیئر منقسم ہوکر فن لینڈ، ایسٹونیا، لیٹویا، پولینڈ۔ سلطنت عثمانیہ ختم ہوگئی اور اس کی جگہہ ریپبلک آف ترکی نے جنم لیا۔ سلطنت کا بڑا حصہ اتحادیوں نے آپس میں بانٹ لیا۔ رشیا، سوویٹ یونین بن گیا۔ کینیڈا نے برطانیہ کے ماتحت ڈومینین آف برٹش ایمپائر کے طور پر جنگ میں حصہ لیا مگر جنگ کے بعد اس کو کافی حد تک خودمختاری حاصل ہوگئی۔ جنگ میں پہلا موقع تھا کہ آسٹریلیا کی فوج نے آزادانہ طور پر حصہ لیا نہ کہ برٹش کراؤن کے ماتحت۔ برطانیہ نے 1917ء میں بیلفور ڈیکلریشن کی منادی دی جس کا مطلب فلسطین میں جیوئش ہوم لینڈ (Jewish Homeland) تخلیق کرنا تھا۔

ترکی کا نقصان

جنگ عظیم میں سب سے زیادہ نقصان ترکی کو ہوًا۔ صدیوں سے سلطنت عثمانیہ کا بحیرہ احمر پر قبضہ تھا، اسکندریہ سے عریش تک، مغرب سے سویز تک۔ مگر جنگ کے دوران الجیریا اور تیونس پر فرانس نے قبضہ کرلیا، برطانیہ نے مصر پر اٹلی نے لیبیا پر تسلط جمالیا۔ سلطنت کے بارڈرز سکڑ گئے جس میں موجودہ ترکی، مشرق وسطیٰ کا کچھ حصہ، عراق، عرب کا کچھ حصہ جو یمن تک جاتا شامل تھے۔ جن شہروں میں چارسو سال سے امن کا دور دورہ تھا اس کے بعد بصرہ، بغداد، دمشق، بیروت، غازہ اور سویز میں بدامنی کا دور شروع ہوگیا جو اب تک جاری ہے۔ اور نہ جانے کب تک جاری رہے گا۔ جنگ عظیم کے دوران اتحادیوں کو معلوم نہیں تھا کہ مشرق وسطیٰ تیل کے دریاؤں (oil reserves) پر واقع ہے اگر ایسا ہوتا تو شاید ہلاکت، تباہی، خون انگیزی کی رات اور بھی لمبی ہوجاتی۔ برطانیہ کی خواہش تھی کہ سویز کے راستے اس کو ہندوستان تک شپنگ روٹ مل جائے جبکہ جرمن ایمپائر کی خواہش تھی کہ ایسا بالکل نہ ہوسکے۔

ہندوستان کی شرکت

پہلی جنگ عظیم میں ہندوستان کے ہزاروں سپاہیوں نے فرانس میں مختلف لڑائیوں میں حصہ لیا تھا۔ کچھ سکھ سپاہیوں نے کینیڈا کی طرف سے جنگ میں شرکت کی۔ آٹھ سپاہیوں نے کینیڈین رضاکار سپاہی کے طور پر یورپ میں جنگ لڑی، دو شہید ہوئے۔ ایک سپاہی بوکھم سنگھ Buckam Singh(1893-1919) جو زخمی ہوًا کینیڈا واپس آنے پر تپ دق کے مرض سے کچنر (Kitchner) اونٹاریو کے ہسپتال میں موت کی نیند سوگیا۔ اسی شہر میں کے ماؤنٹ ہوپ قبرستان میں اس کی قبر ہے۔ اس کو Victory Medal دیا گیا تھا۔ کینیڈا کے ساٹھ ہزار سپاہی جنگ میں ہلاک ہوئے تھے ان کی یاد میں 11 نومبر کو ہرسال Rememberance Day منایا جاتا اور فوجیوں کی یاد میں سرخ رنگ کے پاپی پھول (Poppy) فروخت کئے جاتے ہیں۔

جنگ عظیم اول کی ابتدا میں صرف ایک لاکھ پنجابی سپاہی بھرتی ہوئے تھے لیکن جنگ کے ختم ہونے تک یہ تعداد 5 لاکھ پہنچ گئی تھی اس علم کے باوجود کہ وہ اپنے مسلمان بھائی ترکوں کے ساتھ جنگ کرنے جا رہے تھے۔ سر مائیکل ایڈوائر گورنر پنجاب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے : "سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پنجاب کے نصف سے زائد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور جن لوگوں کو دیہاتی مسلمانوں کو صرف سطحی علم تھا وہ قیاس کررہے تھے کہ ایسی جنگ کے لئے جو ترکوں کے خلاف لڑی جارہی ہے اور جو مصر فلسطین اور عراق جیسے ان ممالک میں لڑی جارہی ہے جہاں مسلمانوں کے متبرک مقامات ہیں مسلمان بھرتی نہیں ہوں گے۔ لیکن یہ سب مایوسانہ خیالات باطل ثابت ہوئے۔ جنگ کی ابتدا میں صرف ایک لاکھ پنجابی سپاہی تھے لیکن جنگ کے اختتام تک پنجابیوں کی تعداد 5 لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔ اس طرح دوران جنگ تین لاکھ ساٹھ ہزار نئے سپاہی بھرتی ہوئے تھے جو سارے ہندوستان کے بھرتی شدہ سپاہیوں کی مجموعی تعداد کے نصف سے زائد تھے اور ان میں سے نصف پنجاب کے مسلمان تھے جو اس علم کے باوجود بھرتی ہوئے تھے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی ترکوں کے ساتھ جنگ کرنے جارہے ہیں۔

(Sir Michael O'Dwyer India As I Knew It, page 415 منقول از کچھ شامیں فکر اقبال کے ساتھ، مؤلفہ سید نصیر شاہ، نیاز مانہ لاہور 2011ء)

ہندوستان کے تمام مسلمان اور ان کے سرکردہ زعماء جنگ عظیم کے دوران برطانیہ اور بادشاہ کے وفادار تھے۔ چنانچہ اس ضمن میں 1918ء میں لاہور کے ٹاؤن ہال میں گورنر پنجاب مائیکل اوڈوائر کی صدارت جلسہ منعقد ہوًا جس کا مقصد مصارف جنگ کیلئے رقم جمع کرنا نیز پنجاب سے دولاکھ جوان فوج میں بھرتی کے لئے ریزولیوشن پاس کرنا تھا۔ مولوی رحیم بخش صدر کونسل بہاولپور نے تقریر میں کہا کہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق عادل بادشاہ ظل اللہ ہوتا ہے اور اس کی اطاعت ان کا فریضہ ہے۔ پھر انہوں نے مولانا رشید احمد گنگوہی کا شرعی فتویٰ پڑھ کر سنایا جس کے بعد علامہ اقبال سٹیج پر تشریف لائے اور اپنی نظم "پنجاب کی آواز ملک معظم کی خدمت میں" حاضرین کو سنائی جس میں جنگ عظیم کے لئے انہوں نے اپنے سر کا نذرانہ پیش کرنے کا عندیہ دیا تھا۔ افسوس آج تک علاّمہ کو کسی نے انگریزوں کا خودکاشتہ کا خطاب نہیں دیا۔

اخلاص بے غرض ہے صداقت بھی بے غرض
خدمت بھی ہے بے غرض اطاعت بھی بے غرض
عہد وفا و مہر و محبت بھی بے غرض
تخت شہنشاہی سے عقیدت بھی بے غرض
ہنگامہ دغا میں میر اسر قبول ہو
اہل وفا کی نذر محضر قبول ہو

(مجموعہ کلام، سرود رفتہ)

صحت پر اثرات

فوجیوں کی صحت پر جنگ کے منفی اثرات گہرے تھے۔ چار سال کے عرصہ 1914-18 ساٹھ ملین یورپین فوجی موبالائز ہوئے تھے، ان میں سے آٹھ ملین موت کی آغوش میں چلے گئے، سات ملین مستقل طور پر لنگڑے لولے ہوگئے، پندرہ ملین شدید زخمی ہوئے تھے۔ جرمنی کی پندرہ فی صد مرد آبادی ختم ہوگئی، آسٹریا ہنگری 17 فیصد، فرانس دس فیصد۔ فوڈ شارٹیجز (Food Shortage) کی وجہ سے پانچ لاکھ افراد نسبتاً زیادہ اموات کا شکار ہوئے۔

روس کے 1921ء کے قحط کی وجہ سے پانچ سے دس ملین افراد ہلاک ہوئے۔ پہلی جنگ عظیم کی تباہیوں کے باعث روس میں 1922 میں سات ملین افراد بے گھر تھے۔ ہزاروں روسی برطانیہ، امریکہ فرانس ہجرت کرگئے۔ جنگ کے دوران انفلوئنزا کی وبا پوری دنیا میں پھیل گئی اور پچاس ملین افراد لقمۂ اجل بنے تھے۔ جنگ کے دوران اور بعد کے برے حالات میں امراض خوب پھیلے جیسے سربیا میں 1914ء میں ٹائیفس سے دولاکھ افراد ہلاک ہوئے۔ 1918-1922 میں روس میں 25 ملین متاثر ہوئے۔ 1923ء میں 13 ملین افراد کو روس میں ملیریا کا عارضہ لاحق ہوًا۔

ٹیکنالوجی

پہلی جنگ عظیم انیسویں صدی کی ٹیکنالوجی اور بیسویں صدی کی ٹیکنالوجی میں مقابلہ تھا۔ 1917ء میں افواج ٹیلی فون، وائرلیس کمیونی کیشن، ٹینکس، جہازوں، ائر کرافٹ کریئر، اور بکتر بند گاڑیوں کو استعمال کررہے تھے۔ پیادہ فوجیوں کی 100 آدمیوں کی کمپنی کی بجائے دس فوجی رکھے گئے جو جونئیر آفیسر NCO کی کمانڈ میں ہوتے۔ دشمن کی بیٹریوں کا پتہ لگانے کے لئے ساؤنڈ ڈی ٹیکشن (Sound detection) استعمال میں لائی گئی۔ آرٹلری میں بھی تبدیلیاں ہوئیں۔ توپوں کو فرنٹ لائن میں رکھا گیا تا نشانوں پر گولہ باری کرسکیں۔ Tracer Bullet جنگ کے دوران ایجاد ہوئی۔ ائرٹریفک کنٹرول بھی جنگ عظیم اول کی ایجاد ہے۔

جرمنی نے اتحادیوں سے زیادہ indirect fire کو استعمال کیا۔ جرمنی کی Howitzer توپیں آٹھ انچ کی تھیں جبکہ فرانس اور برطانیہ کی چار انچ کی تھیں۔ لڑائی کا بڑا حصہ Trench warfare ہوتی تھی۔ گولوں کے پھٹنے سے سر زخمی ہوتے تھے اس کیلئے سٹیل ہیلمٹ بنائے گئے۔ جنگ عظیم کا ایک سیاہ کارنامہ کیمیکل وارفیئر کا آزادانہ استعمال تھا۔ chlorine, mustard gas and phosgene گیسیں استعمال کی گئیں۔ گیس سے حفاظت کے لئے ماسک بنائے گئے۔ جرمنی نے پیرس گن بنائی جس کا مقصد پیرس پر 100 کیلومیٹر دور سے بمباری کرنا تھا۔ برطانیہ نے 1916 میں پہلی بار ٹینک سام کی لڑائی Battle of Somme میں استعمال کئے۔ فرانس نے جو ٹینک استعمال کیا اس میں rotating turret تھا۔ سب مشین گنز، اور لائٹ آٹومیٹک ویپنز متعارف کئے گئے۔

جنگ میں زہریلی گیس کا استعمال امپریل جرمنی نے جنوری 1915ء میں کیا تو اس کے بعد اتحادیوں نے بھی ایسا کرنا شروع کردیا۔ ایک اندازنے کے مطابق 1.3 ملین افراد زہریلی گیس سے ہلاک ہوئے تھے۔ زہریلی گیس کا اثر شہریوں کے lungs, skin damage, and cerebral damage میں نظر آیا تھا۔ آرمینیا کے عوام نے جنگ کے شروع میں ہی روس کا ساتھ دیا تھا اس لئے سلطنت عثمانیہ کیلئے تمام آرمینی قوم وطن کی دشمن تھی۔ چنانچہ سلطنت عثمانیہ نے اپنے تحت آرمینی لوگوں کی ethnic cleansing شروع کردی جس کے نتیجہ میں 1.5 ملین آرمینی ہلاک ہوئے تھے نیز لاکھوں کو جلاوطن کردیا گیا۔

اقتصادی اثرات

اتحادی ممالک برطانیہ، امریکہ، اور اٹلی میں گروس ڈومیسٹک پروڈکٹ GDP بڑھ گیا مگر فرانس رشیا میں کم ہوگیا۔ آسٹریا، رشیا، فرانس، اور سلطنت عثمانیہ میں جی ڈی پی تیس سے چالیس فی صد کم ہوگیا۔ آسٹریا میں تمام سؤر ذبح کردئے گئے چنانچہ جنگ کے اختتام پر ملک میں گوشت

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر133)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ مئی/جون 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے واقعات خلاصۃً درج کیے جا رہے ہیں۔احباب تمام دنیا میں مظالم کے شکار احمدیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

کالعدم مذہبی تنظیم کے دہشت گرد گرفتار

سرائے عالمگیر؛ 8/مئی 2014ء: ہماری جون 2013ء کی رپورٹ میں جہلم سے تعلق رکھنے والے ایک احمدی فرید احمد پراں کی دکان میں ہونے والے حملہ اور اس کے نتیجہ میں ان کے شدید زخمی ہونے کی رپورٹ شامل کی گئی تھی۔ گجرات پولیس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس واقعہ میں ملوّث گینگ کے بعض ممبران کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ان کا تعلق کالعدم مذہبی تنظیموں سے بتایا جاتا ہے۔ پولیس کے مطابق یہ گینگ احمدیوں پر کیے جانے والے حملوں کے علاوہ دیگر کئی جرائم میں بھی ملوّث تھا۔ یہ بدبخت گجرات کے ایک گاؤں جسّوکی میں ہونے والے ہولناک واقعہ میں ایک کرنل کے ڈرائیور، ایک پولیس کانسٹیبل اور سات دیگر معصوموں کے قتل میں مطلوب ہونے کے ساتھ ساتھ اغواء برائے تاوان کے واقعات میں بھی مطلوب تھے۔

ان مذہبی شدّت پسندوں کے حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں بھی Bokoharam کے نقشِ قدم پر چلنے والے لوگ پائے جاتے ہیں۔

پاکستان کی حکومت اور عوام میں مذہبی اختلافات

اسلام آباد؛ 18/مئی 2014ء: روزنامہ ڈان (انگریزی) نے پاکستان میں شدّت پسندی کی لہر کے بارے میں ایک رپورٹ کو شائع کیا۔اس رپورٹ کے کچھ حصوں کا خلاصہ پیش ہے۔

”مذہبی اختلافات کے خلاف اقدامات

وزارتِ داخلہ کے مطابق گزشتہ تین سال کے دوران 950 لوگوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔

”اسلام آباد: وزارتِ داخلہ کی طرف سے تیار کی گئی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ تین سال کے دوران پاکستان میں 950 لوگوں کو مذہبی شدت پسندی کے واقعات کے نتیجہ میں اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔ اس سلسلہ میں زیادہ فکرمندانہ بات یہ ہے کہ ان سالوں میں شدّت پسندی کے رجحان میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے اور حکومت اس رجحان کا مقابلہ کرنے میں بری طرح سے ناکام رہی ہے۔

”اس رپورٹ کے مطابق سال 2011ء میں فرقہ واریت کی وجہ سے 197/لوگوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔ اگلے سال یعنی 2012ء میں اس رجحان میں لگ بھگ دوگنا اضافہ دیکھنے کو ملا اور 370/لوگ فرقہ واریت کی آگ کی وجہ سے مارے گئے۔ جبکہ گزشتہ سال یعنی 2013ء میں اس رجحان میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی اور مارے جانے والے لوگوں کی تعداد 387/رہی۔

”وعدے، وعدے: منسٹری نے رپورٹ میں دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے اس رجحان پر قابو پانے کے لیے پانچ نکاتی ایجنڈا پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ حکومتِ پاکستان ان خطوط پر شدت پسندی کے جنّ کے خلاف سرگرمِ عمل ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس رپورٹ میں جن پانچ نکات کا ذکر کیا گیا ہے اگر حکومت ان پر عملدرآمد کروا رہی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام کے تمام بری طرح سے ناکام ہو چکے ہیں کیونکہ ملک میں فرقہ واریت میں کسی بھی طور کمی دیکھنے میں نہیں آرہی اور مذہب کے نام پر لوگوں کو اذیت پہنچانے کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ ماضی میں بھی ان نکات میں سے اکثر کو باقاعدہ پالیسی بنا کر اختیار کیا گیا تھا لیکن اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا تھا“۔

”......نمبر 4: حکومت کا یہ کہنا ہے کہ وہ ایسی تنظیموں پر پابندی لگا دے گی جو فرقہ واریت کو ہوا دیتی ہیں۔ جب سے یہ حکومت ایوانِ اقتدار میں آئی ہے کسی ایک بھی مذہبی تنظیم پر پابندی نہیں لگی بلکہ اس کے برعکس متعدد کالعدم مذہبی تنظیمیں مختلف نام استعمال کر کے دوبارہ منظرِ عام پر آنا شروع ہو گئی ہیں“۔

”ناقدین کہتے ہیں کہ کسی تنظیم کو صرف ’کالعدم‘ قرار دے دینے سے اصل مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اس پر لگائی جانے والی پابندی پر عمل درآمد بھی کروایا جائے اور ان کی تمام تر کارروائیوں کو بند نہ کروا دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کالعدم تنظیموں کے کارکنوں نے گزشتہ کچھ عرصہ میں مذہب کے نام پر لوگوں کو جان سے مار دینے کی کارروائیاں جاری رکھی ہوئی ہیں۔

وزیرِ داخلہ چوہدری نثار کی سرپرستی میں وزارتِ داخلہ کی طرف سے پیش کیے جانے والے ان نکات میں سے آخری نکتہ یہ ہے کہ مذہبی منافرت پھیلانے والے ہر قسم کے لٹریچر کی اشاعت اور تقسیم کے خلاف سخت اقدامات کیے جائیں گے“۔

”یہ بات بھی کوئی نئی بات نہیں! گزشتہ کئی دہائیوں سے ماہرین اس بات پر زور دیتے چلے آرہے ہیں کہ مذہبی منافرت پھیلانے والے لٹریچر کو کنٹرول کرنا چاہیے۔ دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حکومت اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب بھی ہو سکے گی جس کو پورا کرنے میں گزشتہ تمام حکومتیں بری طرح ناکامیاب رہی ہیں؟“

”لیکن یہ بات ابھی تک مبہم ہے کہ وہ ’مبارک‘ گھڑی کب آئے گی جب گورنمنٹ اپنی نیند سے بیدار ہو کر ان نکات و تجاویز پر واقعی عملدرآمد بھی کروائے گی۔ اس ہفتے قومی اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی گئی جس میں پورے ملک میں موجود اقلیتوں کی عبادتگاہوں کی بے حرمتی کے بڑھتے ہوئے واقعات کی مذمّت کی گئی۔“

تین احمدیوں پر مقدمہ اور گرفتاری

گوجرانوالہ کے نواح میں واقع کلر آبادی کے علاقہ میں کچھ احمدی گھر موجود ہیں۔ مؤرخہ 27/مئی کو انہوں نے اپنے نماز سنٹر میں یومِ خلافت کے سلسلہ میں ایک جلسہ کا انعقاد کیا۔ ایک شقی القلب نے اس جلسہ کی رپورٹ پولیس کو کرتے ہوئے اس جلسہ میں شامل احمدیوں کے خلاف اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی دفعہ 298-C کے تحت مقدمہ درج کروانے کی درخواست دائر کر دی۔ پولیس نے نماز سنٹر پر چھاپہ مارا اور وہاں پر موجود خادم مسجد مبشر احمد کو زیرِ حراست لے لیا۔ بعد ازاں پولیس نے تین احمدیوں 1۔ مبشر احمد، 2۔ خالد محمود اور 3۔ جاوید احمد کے خلاف ایف آئی آر کاٹ دی۔

اطلاعات کے مطابق درخواست دہندہ علاقہ کی ’بٹ‘ فیملی سے تعلق رکھتا ہے جس کا احمدیہ نماز سنٹر کے احمدی مالک کے ساتھ جائداد کا کوئی تنازعہ چل رہا ہے۔

اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی دفعہ 298-C کے تحت قائم کیا جانے والا یہ مقدمہ تھانہ باغبان پورہ گوجرانوالہ میں زیر ایف آئی آر نمبر 547/14 مؤرخہ 2/جون 2014ء کو درج کیا گیا۔

بعد ازاں ایڈیشنل سیشن جج منصور خان نے مقدمہ کی سماعت کرتے ہوئے تمام ملزمان کی درخواست ضمانت مسترد کر دی۔ مذکورہ بالا تینوں احمدی اس وقت جیل میں ہیں۔

احمدیہ مسجد کی تعمیر کی ممانعت

نارووال؛ جون 2014ء: ضلع نارووال کے علاقہ رامبڑا میں احمدی اپنی مسجد تعمیر کر رہے تھے۔ انہوں نے مسجد کی عمارت کی دیواریں کھڑی کر کے چھت کی تعمیر کے لیے شٹرنگ لگا رکھی تھی۔

معمول کے مطابق اینٹی احمدیہ قوتیں ابھر کر سامنے آئیں اور انہوں نے اس مسجد کی تعمیر کی مخالفت شروع کر دی۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ان لوگوں کو حکومت میں موجود ایسے عناصر کی پشت پناہی حاصل ہے جو مذہب سے اپنا تعلق ظاہر کر کے دنیاوی فوائد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مخالفین نے پولیس کو یہ دھمکی دی کہ اگر احمدی اس مسجد کی تعمیر میں کامیاب ہو گئے تو وہ پرتشدّد احتجاج کریں گے۔

پولیس نے فوری طور پر ’نقضِ امن‘ کے خطرہ کے پیشِ نظر احمدیوں کو مسجد کی تعمیر کرنے سے روک دیا۔ اس پر جماعتِ احمدیہ کے ذمہ دار افراد پر مشتمل ایک وفد نے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر نارووال سے ملاقات کی اور انہیں حالات سے آگاہ کیا۔ ڈی پی او نے احمدیوں سے ہمدردی تو کی لیکن اپنے فرائضِ منصبی بجا لاتے ہوئے ایسے کوئی اقدامات نہ کیے کہ احمدیوں کی مسجد کی تعمیر دوبارہ سے شروع ہو سکے۔

اس دوران مخالفین نے عدالتِ عالیہ سے رجوع کیا جہاں سے انہیں بسہولت جماعتِ احمدیہ کی مسجد کی تعمیر پر ’حکمِ امتناعی‘ مل گیا۔ لہٰذا اس وقت سے اس مسجد کی تعمیر رکی ہوئی ہے۔

پاکستان میں انتظامیہ کی جانب سے احمدیوں کو اپنی مسجد کی تعمیر کی اجازت دیے جانا قصۂ پارینہ سا محسوس ہوتا ہے۔

1984ء کے بدنامِ زمانہ امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے اجراء کے بعد سے اب تک 31/احمدی مساجد کو سربمہر، 16/احمدیہ مساجد کو زبردستی غیر احمدیوں کی سپرداری میں، 13/مساجد کو آگ لگائی گئی جبکہ 27/مساجد کو گرایا جا چکا ہے۔ اس سال جنوری سے جون تک تین مساجد پر حملے کر کے انہیں نقصان پہنچایا جا چکا ہے۔

روزنامہ ’مشرق‘ لاہور نے اپنے 18,/جون 2014ء کے شمارہ میں خبر شائع کی:

’پاکستان آرمی سکھوں کے ساتوں گردواروں کی حفاظت کی ذمہ داری نبھائے گی۔‘

کیا اس خبر اور احمدیوں کی مسجد پر ہونے والے حملوں پر آنے والے ردِعمل میں کھلا کھلا تضاد نہیں؟

قبر کشائی

بھاروکے، ضلع سیالکوٹ؛ مئی/جون 2014ء: یہاں پر ایک احمدی خاندان کو اپنے سربراہ مجید احمد کی وفات کے بعد بہت ہی المناک مراحل سے گزرنا پڑا۔

مجید احمد کی وفات یکم مئی 2014ء کو ہوئی تھی۔ ان کے بیٹے کے دوستوں نے وہاں پر موجود مشترکہ قبرستان میں ان کی قبر کھودنا شروع کی تو وہاں کے ملّاں نے اعلان کیا کہ کسی غیر مسلم کی تدفین مسلمانوں کے قبرستان میں کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس پر قبر کھودنے والوں نے اسی قبر کی مٹی سے اسے پُر کر دیا اور اپنے گھروں کو چلے گئے۔

اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے گاؤں کے کچھ غیر احمدی بزرگ مجید احمد کے گھر آئے اور ان سے تدفین وغیرہ کے متعلق پوچھا جس پر انہوں نے بتایا کہ وہ مجید احمد کی میّت کو دور دراز واقع کسی ایسے گاؤں میں لے جا کر دفنانے کا ارادہ رکھتے ہیں جہاں احمدیوں کا اپنا قبرستان موجود ہو۔ اس پر ان بزرگوں نے کہا کہ مجید احمد کی میّت کو کسی دور دراز کے گاؤں میں سپردِ خاک کرنا مناسب نہیں۔ اور ملّاں سے رابطہ کر کے اس سے پوچھا کہ ’شریعت‘ مجید احمد کی تدفین کے حوالہ سے ہمیں کیا بتاتی ہے۔ ملّاں نے بتایا کہ ’اس کی شریعت‘ کے مطابق غیر مسلم کی قبر ایک مسلمان کی قبر سے ستّر قدم دور ہو سکتی ہے۔

چنانچہ وہ ملّاں ان بزرگوں کے ساتھ قبرستان گیا اور اس نے بذاتِ خود ستّر قدم ماپ کر ایک جگہ کی نشاندہی کی۔ اس موقعہ پر پولیس بھی موجود تھی۔ نشان زدہ جگہ پر مجید احمد کی قبر کھودی گئی اور انہیں نمازِ جنازہ کے بعد سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اس جنازہ میں غیر از جماعت لوگوں کی بھی ایک تعداد شامل تھی۔

کچھ دن بعد علاقہ کے شرپسند لوگوں نے ایک درخواست دائر کر دی کہ مجید احمد کی تدفین زبردستی مسلمانوں کے قبرستان میں کی گئی ہے اس لیے ان کی قبر کشائی کر کے میّت کو کسی اور جگہ منتقل کروایا جائے۔ پولیس نے فریقین کو تھانے میں بلوایا جبکہ ڈی ایس پی نے یہ معاملہ ریونیو آفس کو بھجوا دیا۔

ان شرپسندوں نے شدید پراپیگنڈا کرتے ہوئے انتظامیہ کو پرتشدّد احتجاج کی دھمکیاں دیں، یہاں تک کہ پوسٹرز چھپوا کر علاقہ میں تقسیم کر دیے کہ 20/جون کو تمام لوگ گھوکل پہنچ جائیں جہاں قادیانیوں نے اپنے ایک ’وفات یافتہ‘ کو دفن کر دیا ہے تا کہ اس کی قبر کشائی کی جا سکے۔

پولیس نے شرپسندوں کی ان دھمکیوں سے گھبرا کر مجید احمد کے گھر والوں اور گاؤں کے کچھ بزرگوں کو کہلا بھیجا۔ پولیس نے ان لوگوں سے کہا کہ وہ مجید احمد کی میّت کو کہیں اور منتقل کر دیں بصورتِ دیگر گاؤں والوں نے ان کے گھر کو آگ لگانے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ اس پر اسلم نے جو مرحوم کے غیر از جماعت بھتیجے ہیں پولیس کو یقین دہانی کروائی کہ وہ اس معاملہ کا کوئی حل سوچتے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے مجید احمد کی بیوہ، دو بیٹیوں اور گاؤں کے کچھ بزرگوں سے ایک درخواست پر دستخط کروائے کہ انہیں مجید احمد کے جسدِ خاکی کو یہاں سے منتقل کرنے پر کوئی اعتراض نہیں اور اسے پولیس کو جمع کروا دیا۔ بعد ازاں پولیس نے درخواست گزار ملّاں کی ہمراہی میں مجید احمد کی قبر کشائی کر کے ان کے تابوت کو ایک ٹرالی پر ڈالا اور پھر اس جسدِ خاکی کو محمد اسلم کے فارم پر لے جا کر سپردِ خاک کر دیا۔ اس تمام کارروائی کے دوران مجید احمد کے گھر والوں پر کیا بیتی ہو گی، اس کا جواب تو شاید ہی کسی کے پاس ہو!

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم مرزا ظفر احمد صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4 دسمبر 2010ء میں شامل اشاعت مکرمہ ر۔ن۔ظفر صاحبہ نے اپنے مضمون میں اپنے شوہر محترم مرزا ظفر احمد صاحب شہید کا ذکرخیر کیا ہے جو دارالذکر لاہور میں 28 مئی 2010ء کو دہشت گردی کے سانحہ میں شہید ہوگئے۔

محترم مرزا ظفر احمد صاحب شہید 14/اکتوبر 1954ء کو منڈی بہاؤالدین میں محترم مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب اور محترمہ اقبال بیگم صاحبہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کچھ عرصہ پاکستان میں ملازمت کی اور 30 نومبر 1981ء کو جاپان چلے گئے۔ 2000ء میں دو مرتبہ مزید تعلیم اور کمپیوٹر کورسز کے لئے امریکہ گئے۔ مئی 2001ء میں ہم دونوں نے وقف عارضی کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بڑی شفقت سے قبول فرماتے ہوئے ہمیں احمدیہ سینٹر ناگویا بھجوا دیا۔ مئی 2001ء تا ستمبر 2003ء ہم احمدیہ سینٹر ناگویا میں مقیم رہے۔ پھر 19 ستمبر 2003ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے پاکستان آ گئے۔

قیام جاپان کے دوران محترم مرزا ظفر احمد صاحب کو بھرپور طور پر خدمت دین کی توفیق ملی۔ لمبا عرصہ تک ٹوکیو میں صدر جماعت رہے۔ نیز نیشنل عاملہ کے مختلف شعبوں میں بطور سیکرٹری خدمت کے علاوہ نائب امیر اور جاپان کے اعزازی مبلغ بھی رہے۔ خدام الاحمدیہ جاپان کے صدر بھی رہے۔ خدمات کا یہ سلسلہ پاکستان آنے کے بعد بھی مقامی جماعت میں جاری رہا۔ آپ میں بے حد انتظامی صلاحیت تھی۔ کوئی بھی پروگرام ترتیب دینے سے پہلے اس کے ہر پہلو پر بڑی باریک بینی سے غور کیا کرتے تھے اور بہت چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھا کرتے تھے۔ مثلاً منتظمین کو یہ ہدایت تھی کہ بچوں اور مستورات کو کھانا پہلے پیش کیا جائے کیونکہ مستورات کے ساتھ بچے ہوتے ہیں جو بھوک کی وجہ سے شور کرتے ہیں۔

شہید مرحوم پنج وقتہ نمازوں اور نماز جمعہ کے بیحد پابند تھے۔ خلیفۂ وقت کے خطبات جمعہ باقاعدگی سے سنتے۔ نمازیں نہایت خشوع و خضوع سے ادا کرتے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرنے والے اور اُس سے بہت محبت کرنے والے وجود تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان 2009ء میں شرکت کے بعد سے نماز تہجد بھی باقاعدگی سے ادا کرتے۔ خلافت احمدیہ سے بے انتہا محبت تھی۔ کوشش کرکے اور خرچ کرکے جب بھی موقع ملا خلفاء کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اُن کی دعاؤں کا فیض اٹھاتے۔ میری جماعتی ذمہ داریوں میں بہت تعاون کرتے اور اپنے کاموں میں بھی مجھے شامل کرلیا کرتے۔ ہر چھوٹے بڑے عہدیدار کا احترام کرتے۔

آپ نہایت کم گو لیکن دل موہ لینے والی شخصیت کے مالک تھے۔ دیکھنے والی آنکھ محسوس کرلیتی کہ یہ کوئی عام شخص نہیں ہے۔ ہمیشہ عاجزانہ ادا سے خدمت دین کرتے، وقارعمل میں خدام کے ساتھ مل کر گھاس کاٹتے، احمدیہ سینٹر کے گٹر صاف کرتے، لنگر کا کھانا بناتے، لکڑی کی ٹوٹی دیوار کی مرمت کرتے، شیشے صاف کرتے حتیٰ کہ کوڑا کرکٹ بھی صاف کرتے۔ ان تمام کاموں میں کوئی بھی ریاء کا پہلو نہ تھا بلکہ شکر اور عجز کے جذبہ سے سرشار وجود تھے۔

گو دین کے لئے بے انتہا غیرت رکھتے تھے اور ایسی کسی بات پر تنبیہ بھی کرتے۔ لیکن آپ کی طبیعت میں غصہ بالکل نہ تھا۔ بڑی تحمل والی طبیعت کے مالک تھے۔ ہر بات ٹھہر ٹھہر کر اور سوچ کر کرتے تھے انداز گفتگو بڑا مؤثر اور دھیما تھا۔ ہر فرد کی عزت کرتے تھے۔ بظاہر خاموش طبع لیکن خشک مزاج ہرگز نہ تھے۔ ان کی صحبت میں کبھی کوئی بور نہ ہوتا تھا۔ اپنے سے چھوٹوں سے پیار اور بزرگوں کی بہت عزت کرتے تھے ہر ایک کی محفل میں ماحول اور مرتبہ کے مطابق مزاحیہ سا چٹکلہ چھوڑ کر مجلس کو ہلکا پھلکا کر دیتے تھے۔ دوست اور بچے آپ کی پاکیزہ صحبت کو بہت پسند کرتے تھے۔ جاپانی لوگ بھی آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب ہم پاکستان مستقل طور پر شفٹ ہو رہے تھے تو جاپانیوں کی آنکھوں میں خاکسار نے آنسو دیکھے۔

شہید مرحوم صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ کسی نے کوئی تکلیف بھی پہنچائی ہوتی تو بھی انہیں خوش دلی سے ملا کرتے اور کبھی شکوہ نہ کرتے۔ والدین کی بہت عزت اور بہن بھائیوں سے بہت پیار کرتے۔ ہر رشتہ کو اپنے مقام پر رکھتے تھے۔ کسی کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ غرباء کا اتنا خیال تھا کہ اپنے ماتحتوں خواہ غیر از جماعت ہوں ان کی جملہ ضروریات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ شدید مخالفین کے مانگنے پر بھی قرض کی رقم دے دیا کرتے تھے اور پھر غریبوں سے واپسی کا مطالبہ نہ کرتے۔ ہاں اگر کوئی خود واپس کر دیتا تو لے لیتے۔

آپ ادبی ذوق رکھنے والے انسان تھے۔ اچھے شعروں کو بہت پسند کرتے اور پسندیدہ شعراء کا کلام خرید لیتے۔ شعر یاد کرنے میں بھی حافظہ کمال کا تھا۔ ذاتی کتب خانہ میں سینکڑوں کتب موجود تھیں۔ آپ کا علم بھی بہت وسیع تھا اور دنیا کے ہر موضوع کو دعوت الی اللہ کی طرف پھیر دیا کرتے تھے۔

بہت محبت کرنے والے شوہر تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتے تھے۔ وہ ایک بہترین دوست تھے۔ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹا دیا کرتے تھے۔ کبھی شوقیہ کھانا بھی بنایا کرتے تھے۔ بڑے احترام سے بات کرتے۔ ویسے وہ ہر چھوٹے بڑے کو آپ ہی کہا کرتے تھے۔ اگر کسی عزیز کے رویہ کی وجہ سے میری دل آزاری ہوجاتی تو بہت دلجوئی کرتے۔ ویسے ہماری خوشیاں غلبہ اسلام سے وابستہ تھیں۔ دونوں کی سوچ ایک تھی۔ بلکہ دین کے کاموں میں ہم ایک دوسرے کے مددگار بن جایا کرتے تھے۔

آپ وقت کے بڑے پابند تھے اور خاکسار کی تربیت بھی اسی رنگ میں کی۔ صرف ایک ہی مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ جب آپ ٹوکیو میں صدر جماعت تھے تو خاکسار عید کے روز جلد تیاری مکمل نہ کرسکی تو مجھے گھر چھوڑ گئے اور کہہ گئے آپ خود آ جائیں مجھے جاکر ہال کھولنا ہے۔ خاکسار ان کے دس منٹ بعد پہنچ گئی تو ہال میں ان کے علاوہ کسی کو موجود نہ پایا۔ مَیں نے شکوہ کیا تو کہنے لگے کہ کوئی آئے یا نہ آئے میرا فرض ہے کہ مَیں وقت سے پہلے پہنچوں۔

آپ اعلیٰ درجہ کی مومنانہ صفات رکھنے والے خدا کے ایک عاجز بندے تھے۔ کبھی بھی اپنی کسی نیکی پر بڑائی نہیں چاہی۔ آپ نے ہمیشہ عجز کی راہ ہی اپنائی۔ باوجود اس کے کہ ان کی تنخواہ بہت اچھی تھی لیکن رہن سہن بہت سادہ تھا اور ایک واقف زندگی کی طرح کا ماحول تھا۔ تحریک جدید کے اصول کے مطابق ایک وقت میں صرف ایک سالن بنتا۔ صرف دعوت کے موقع پر دو سالن بنانے دیتے تھے۔ بہت مہمان نواز تھے۔ گھر آئے مہمان کو کھانا ضرور کھلا کر بھیجتے تھے (اگر کھانے کا وقت ہوتا)۔ چائے کا وقت ہوتا تو چائے پلاتے تھے۔ مہمانوں کے لئے اپنا بیڈروم پیش کردیتے اور خود فرش پر دوسرے کمرے میں منتقل ہوجاتے۔

آپ کو سیر کا خاص طور پر ہائیکنگ کا بہت شوق تھا۔ مجلس خدام الاحمدیہ جاپان کے صدر تھے تو Mount Fuji کی چوٹی بھی سر کی۔ بعد میں اصرار کرکے خاکسار کو بھی ہائیکنگ پر لے کر گئے کہ اس پہاڑ کی ایک منزل آپ کو ضرور سر کروانی ہے۔ چنانچہ پانچویں فلور تک خاکسار کو بس پر لے کر گئے پھر چوتھے فلور تک ہم نے ہائیکنگ کی تو بہت خوش ہوئے۔ اسی طرح Mount Tsbuba کی بھی ہائیکنگ کروائی۔

جب بھی ٹوکیو مشن بند ہوتا ہمارا گھر مشن بن جایا کرتا۔ جلسہ سالانہ برطانیہ و قادیان (انٹرنیٹ پر) سننے کا انتظام گھر پر مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کرتے۔ لنگر کا کھانا بھی بنواتے، بستر بھی تیار رکھتے کہ اگر کسی کو رات کو ٹرین بند ہو جانے کی وجہ سے رہنا پڑے تو رہ جائے۔ جلسہ کی کارروائی رات دیر تک جاری رہتی اور اسی لئے چائے اور سنیکس وغیرہ کا انتظام کرتے دیگر ضروریات کا خیال رکھتے۔ پاکستان آ جانے کے بعد لاہور میں اپنے گھر کو نماز سینٹر بنا دیا۔

میرے گھر والوں سے بھی بڑی محبت اور احترام سے پیش آتے۔ میرے والد صاحب اور والدہ کی بیماریوں میں ہر طرح سے خیال رکھتے اور میرے چھوٹے بھائیوں کو اپنے بھائیوں کی طرح سمجھتے تھے۔

تلاوت قرآن کریم کا بہت شوق تھا اور باقاعدگی سے تلاوت کرتے اور ترجمہ بہت غور سے پڑھتے ہوئے گہرائی میں جاکر غور کیا کرتے۔ ذکر الٰہی کی طرف انہیں بڑی توجہ تھی۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ انگریزی بولنے والے طبقے میں خاص طور پر پیغام پہنچاتے۔ اپنے کام کے سلسلہ میں کئی ممالک کا سفر کیا اور ہر جگہ جماعت کا تعارف کروایا۔

آپ سرتاپا جماعت احمدیہ کی محبت سے سرشار ایک متقی وجود تھے۔ جب بھی خاکسار کو نصیحت کی حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں کی۔ ایک بیوی اپنے شوہر کے اخلاق و سیرت کی سب سے بڑی گواہ ہوتی ہے۔ خاکسار نے انہیں ہر لحاظ سے دین کی خاطر، نفس، عزت، وقت، مال اور جان کی قربانی کے لحاظ سے شہادت کے مرتبہ پر فائز پایا تھا۔

رسالہ ''انصارالدین'' یوکے مارچ و اپریل 2012ء میں شامل اشاعت ایک مضمون میں مکرم شاہد رضوان صاحب نے بھی محترم مرزا ظفر احمد صاحب شہید کا ذکرخیر کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ مکرم مرزا صاحب کا ہر فعل، قول، خدمت، سعی اور عمل کا انداز اس حد تک دل کی گہرائی اور سوچوں کی باریکی پر مبنی ہوتا تھا کہ عام لوگ اپنی ذاتی زندگی کو سنوارنے میں بھی بہت کم اتنا سوچتے ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے اور بہت اچھے خاندان سے تعلق رکھنے کے باوجود نہایت سادہ طبع اور قانع شخص تھے۔

جب مکرم مرزا صاحب پہلی بار ٹوکیو مشن ہاؤس میں تشریف لائے تو آپ نے مشن ہاؤس کے لئے ایک خوبصورت تحفہ نکال کر پیش کیا۔ اس لحاظ سے اوّل روز سے ہی آپ کا انداز دوسروں سے جُدا دکھائی دیا جو بعد میں آپ کی خدمات کے ہر انداز میں جھلکتا نظر آیا۔

آپ خاصے خاموش طبع واقع ہوئے تھے اور کسی سے مدد کے لئے کہنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا رہائش اور ملازمت ڈھونڈنے میں کچھ دقتیں تھیں۔ لیکن ابتدا سے ہی اللہ تعالیٰ نے گویا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ جاپانی زبان تو آتی نہ تھی اور نہ ہی اُس وقت کے حالات کی وجہ سے کوئی مناسب یا غیر مناسب رہائش ہی لینے کی پوزیشن تھی، اس کے علاوہ گارنٹی کا مسئلہ اور خصوصاً غیرملکیوں کو آسانی سے مکان نہ ملتے تھے۔ بس پراپرٹی ڈیلرز کا کاروباری نشان دیکھ کر اندر چلا جاتا تھا اور عموماً ناکام واپس آتا تھا۔ ایک روز ایک پراپرٹی ڈیلر نے خاصی غیرمعمولی توجہ اور محنت سے تمام شرائط رکھنے والی رہائش نکال ہی چھوڑی اور جلدی سے ضامن کا انتظام کرنے کو کہا۔ تو میں نے نفی میں جواب دیا۔ ڈیلر بولا تم شریف آدمی معلوم ہوتے ہو، میں خود تمہارا ضامن بن جاتا ہوں۔ اب سامان لانے کا کوئی انتظام کرو۔ میں جواب میں صرف مسکرا دیا تو اُس نے خود اپنی ہی گاڑی پر جیسا تیسا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24/اگست 2010ء میں مکرم محمد طاہر ندیم صاحب کی ایک غزل شائع ہوئی ہے۔ اس غزل میں سے انتخاب پیش ہے:

اشک کا بحرِ بیکراں دے دے
درد کو کوئی تو زباں دے دے
زندگی اس پہ رشک کرتی ہے
تیری دہلیز پہ جو جاں دے دے
تُو تو مالک ہے تُو اگر چاہے
گُل جو مانگوں تو گلستاں دے دے
اب تو حرماں نصیب لوگوں کو
کوئے جاناں کا کارواں دے دے
چاک سینوں ، گداز آہوں کو
خارق عادت کوئی نشاں دے دے

سامان رکھا اور مجھے ’’میرے گھر‘‘ چھوڑ کر واپس ہوا۔ یہ وہ مرزا صاحب تھے جن کا شمار چند ہی روز بعد پاکستانیوں میں سب سے زیادہ معزز ملازمت اور سب سے زیادہ تنخواہ لینے والوں میں ہوتا تھا۔

چونکہ مرزا صاحب نئے آئے تھے اس لئے اُس وقت Visit Visa پر تھے۔ جو لوگ کچھ پرانے رہنے والے ہوجاتے وہ زیادہ تر سٹوڈنٹ ویزا پر ہوجاتے تھے اور مزید پرانے عموماً بزنس ویزا پر رہتے تھے۔ وزٹ ویزا کی صورت میں ملازمت ڈھونڈنا بہت مشکل ہوتا تھا لیکن مکرم مرزا صاحب کو ابھی تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ الٰہی تائید نے پھر پیار کی نظر ڈالی اور زیرزمین ریلوے پر سفر کے دوران کسی بڑی کمپنی کے مالک سے اُن کا تعارف ہوا۔ کمپنی کسی انجینئرنگ کے شعبہ سے ہی تعلق رکھتی تھی۔ ابتدائی گفتگو میں ہی اس کمپنی کے مالک نے نہ صرف ملازمت کی پیشکش کی بلکہ ورک پرمٹ ویزا کا بھی انتظام کر دیا جو کہ جاپان جیسے ملک میں خصوصاً ناواقف غیر ملکیوں کے لئے، کافی حد تک انہونی بات تھی۔ یہی نہیں بلکہ اعلیٰ تنخواہ پر عمدہ دفتری ملازمت تھی اور کمپنی کی نمائندگی میں کئی غیر ملکی دوروں کا بھی موقعہ ملا۔

مکرم مرزا صاحب کی اہلیہ مکرم ڈاکٹر سردار محمد حسن صاحب کی بیٹی ہیں جو سیرالیون میں طبّی خدمات سرانجام دینے کی توفیق پاچکے ہیں۔ وہ نہ صرف اپنے خاوند کی معاونت میں سرگرداں رہتیں بلکہ آنے کے فوراً بعد ہی جماعتی خدمات کے علاوہ لجنہ اماء اللہ میں بھی نمایاں خدمات انجام دیتی رہیں اور دس سال صدر لجنہ کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔

اُن دنوں پاکستانی کھانوں کے مصالحہ جات جاپان میں کافی نایاب تھے اور خصوصاً بغیر فیملی کے رہنے والے نوجوانوں کے پکانے اور کھانے کا کوئی خاص اہتمام نہ ہوتا تھا۔ جب کسی فیملی والے کے ہاں جاتے تو اکثر بے تکلفی سے خود کہہ کر کھانا کھا کر ہی جاتے تھے یا اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ میزبان کھانا کھلانے میں ہی خیر جانتے تھے۔ لیکن مرزا صاحب کے ہاں اُلٹ حساب تھا۔ یعنی نہ صرف مہمان کو عموماً خود اصرار سے کھانا کھلاتے تھے بلکہ پُرتکلف اہتمام کرتے تھے۔ اس خلوص میں یقیناً اُن کی اہلیہ کا بھی نمایاں حصہ تھا۔ جماعتی خدمات میں نمایاں ہونے کی وجہ سے مرزا صاحب یا تو خود مشن ہاؤس میں ہوتے یا پھر مشن ہاؤس اُن کے گھر میں ہوتا تھا، ہر دو صورتوں میں بہت مہمانداری رہتی تھی۔ مرزا صاحب اور اُن کی اہلیہ دونوں قسم کے یعنی جماعتی اور زبردستی کے مہمانوں کی خندہ پیشانی سے مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔

جاپانی کلچر کے ماحول میں اگر کہیں اسلامی پردہ یا بُرقعہ لینے میں جھجک محسوس ہوتی تھی تو مرزا صاحب کی اہلیہ کی بُرقعہ کی پابندی سے اس تعداد میں اضافہ ہوا اور باقیوں میں بھی ایک اعتماد پیدا ہوا۔ اس خاموش تربیتی نمونہ سے خواتین پردہ کی پوری طرح پابند ہوگئیں۔

اگرچہ مکرم مرزا صاحب کو (جاپان آنے سے قبل) پاکستان میں جماعتی کاموں کا زیادہ اور وسیع تجربہ نہیں تھا تاہم جاپان میں ابتدا سے ہی بڑی اہم ذمہ داریوں کے کام سپرد کئے گئے جو آپ نے احسن رنگ میں نبھائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ایک سے زیادہ مرتبہ سند خوشنودی حاصل کی۔

آپ بہت اعلیٰ درجہ کے منتظم تھے۔ عموماً مجلس عاملہ کی طویل بحثوں کو اصولی، عقلی اور قواعد کی رُو سے حتمی طور پر واضح کر کے چند فقروں میں مکمل کر دیتے تھے۔ ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ انتظامات کو مکمل اور اعلیٰ طرز پر بخوبی ادا کرنے کے باوجود، خود سکرین پر نظر نہیں آتے تھے بلکہ کام نمایاں ہوتا تھا۔ تربیتی معاملات میں آپ کا خوبصورت انداز یہ تھا کہ کسی عمومی نصیحت یا غلطی پر توجہ دلاتے وقت اپنے الفاظ میں کچھ کہنے کی بجائے اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے توجہ دلاتے تاکہ دلآزاری بھی نہ ہو اور زیادہ بہتر طور پر بات دل میں بیٹھ جائے۔

آپ ایک وقت میں نیشنل سیکرٹری مال اور ٹوکیو کے صدر جماعت بھی تھے۔ شعبہ مال کا مرکز ناگویا میں تھا۔ ٹوکیو اور ناگویا میں ساڑھے چارسو کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ دونوں شہروں کے درمیان طویل سفر کرنا آپ کی ضرورت تھی اور آپ یہ خدمت بہت خلوص سے بجالاتے رہے۔ ایک بار آپ کو اپنے دفتری کام سے افریقہ جانا پڑا۔ آپ نے خاکسار کو عارضی چارج دیتے ہوئے تمام حساب اور رقم حوالے کرنے کے بعد اپنی ذاتی جیب سے ایک بڑی رقم مجھے دے کر کہا کہ کوئی ہنگامی خرچ کرنا پڑے تو میرے پیسوں سے کر لینا، جماعتی رقم سے مت لینا۔

ایک بار جماعتی معاملات میں کچھ بہت ہی بڑی رقموں کا اندراج یا رسیدات کا فرق آیا جس کا ریکارڈ نہ مل سکا۔ آڈٹ رپورٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مرزا صاحب کو قواعد کے مطابق ذمہ دار قرار دیتے ہوئے تمام رقم کو اپنی جیب سے ادا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ یہ رقم اتنی زیادہ تھی کہ مکرم مرزا صاحب کی بہت معقول تنخواہ سے بھی سالوں میں ادا ہوئی۔ کمزور ایمان تو اسے ایک مفت کی عمر بھر کی چٹّی اور خفّت سمجھتا۔ لیکن عزم و استقلال کے اس پہاڑ نے اس کو ایک چیلنج جانتے ہوئے اطاعت سے سر جھکا دیا اور وہ تمام رقم اپنی تنخواہ سے ادا کی۔ اس رقم کی ادائیگی پر خدا تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کی زبان سے یہ پیغام بصورتِ سند عطا فرمایا کہ مرزا صاحب کا یہ اخلاص ساری جماعت احمدیہ جاپان کے لئے ایک مثال ہے۔

مکرم مرزا صاحب اکثر بڑے اخراجات اپنے ذمہ لے لیتے تھے۔ ٹوکیو مشن ہاؤس کے کرایہ کا ایک حصہ کچھ عرصہ تک اپنی جیب سے ادا کرتے رہے۔ چندوں کی تحریکات میں دل کھول کر حصہ لینے کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ 23 مارچ کے حوالہ سے جاپان کے سب سے معروف اخبار ’’جاپان ٹائمز‘‘ میں اشتہار دینے کا عنوان مجلسِ عاملہ کی میٹنگ میں زیرِ بحث تھا جس کے لئے پانچ لاکھ ین کی ایک کثیر رقم درکار تھی اور ہم آٹھ ممبران مل کر ایک لاکھ تیس ہزار ین کے وعدہ جات کر پائے تھے باقی تین لاکھ ستر ہزار ین کا انتظام کرنے پر غور ہو رہا تھا کہ مکرم مرزا صاحب بھی تشریف لے آئے۔ دیر سے آنے پر معذرت کی اور پھر پوچھا کہ کون کونسے موضوع ہو چکے ہیں۔ بتایا گیا کہ ابھی تک تو اشتہار کی مد پر بحث ہو رہی ہے کہ سب نے مل کر ایک لاکھ تیرہ ہزار ین کا وعدہ کیا ہے لیکن باقی کی بڑی رقم کا انتظام کرنا ہے۔ آپ نے کمال اطمینان سے کہا کہ باقی کے ’’تین لاکھ ستر ہزار ین‘‘ مَیں ادا کروں گا۔

یہ تو ایک واقعہ ہے تاہم جس طرح وہ اپنے پاس سے جماعتی و انسانی خدمات میں بے حساب خرچ کیا کرتے تھے اُسے کہا جا سکتا ہے کہ اپنی تنخواہ سے جماعتی اخراجات کے بعد اگر کُچھ بچتا تو اپنے اوپر بھی خرچ کر لیتے تھے۔ اور ایک احسن جماعتی رواج کی طرح، تنخواہ سے سب سے پہلے چندہ ادا کرتے تھے۔

آپ کو انگریزی زبان پر عبور حاصل تھا۔ دوسروں کو بھی اگر انگریزی میں کسی قسم کی راہنمائی درکار ہوتی تو آپ کو فون کرتے تھے۔ کبھی غیر مسلموں کی انگریزی کتب کے حوالہ سے کوئی خاص بات بیان کرتے۔ دینی مطالعہ، معاشرتی، سیاسی اور سائنسی عنوانات سے نئی متعارف ہونے والی تحقیقات و ایجادات سے جماعت کو روشناس کروانا اور دنیا میں پیدا ہونے والے حالات سے ہر خاص و عام کو باخبر رکھنا آپ کی اوّلین کوشش ہوتی، اور خدام میں بھی یہ شوق پیدا کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔

اجتماعات و دیگر پروگراموں کو پوری توجہ اور اہتمام سے ترتیب دیتے۔ اجتماعات پر جاپان میں معروف ایک پُرمُہم کھیل جس میں جنگل یا پہاڑی طرز کے علاقہ میں جا کر نقشہ پر دیئے گئے مقامات ڈھونڈنا، کلائی پکڑنا، رسہ کشی، جھنڈا جنگ اور کبڈی وغیرہ کے مقابلے کرواتے اور بعض دفعہ ایسے مقابلوں میں بھی حصہ لیتے جو اُن کے ذاتی مزاج سے مختلف ہوتے تھے تاہم اس لئے کہ دوسروں کی جھجک بھی دُور ہو۔ ایک مرتبہ کبڈی کے مقابلہ میں شامل ہوئے جس کا کوئی تجربہ نہ تھا اور اُس میں اُن کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی لیکن چہرے کی مسکراہٹ نہ گئی۔

ایک مرتبہ ایک اہم جماعتی عہدیدار کے ساتھ خاکسار کا شدید اختلاف ہوگیا۔ مکرم امیر صاحب نے مکرم مرزا صاحب کو ہمارے لئے بطور ثالث مقرر کیا۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوا تو ہم دونوں نے ازخود گلے مل کر اپنا تصفیہ کر لیا۔ یوں بغیر کسی کارروائی کے ان کا شخصیتی رُعب اور احترام ہی ہماری اصلاح اور تربیت کا باعث بنا۔ غرضیکہ ان کی خاموش اور باوقار صحبت ہی اکثر ہماری تربیت کا باعث ہوتی تھی۔

شاید ہی کوئی اجتماعی تبلیغی دورہ یا پروگرام مکرم مرزا صاحب نے چھوڑا ہو۔ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ جماعتی پروگراموں میں اپنے دفتری اور پرائیویٹ جاپانی دوستوں کو بھی شامل کریں۔ بذریعہ کار متعدد تبلیغی پروگرام بنائے اور عموماً دُور دراز کے علاقوں میں تبلیغی پروگراموں کو ترجیح دیتے تھے۔

مکرم مرزا صاحب اپنی اعلیٰ صلاحیتوں اور استعدادوں کے باوجود اطاعتِ نظام اور اطاعتِ امیر کو ہمیشہ انتہائی اہمیت اور فوقیت دیتے تھے۔

اگرچہ مکرم مرزا صاحب کے ہاں مشیتِ ایزدی کے تحت اولاد نہ تھی تاہم آپ احبابِ جماعت، خدام و اطفال سے گویا اپنے ذاتی بچوں کی طرح محبت کرتے اور اُن کے لئے گہری فکر رکھتے تھے۔ خاموش طبع ہونے کے باوجود ہردلعزیز اتنے کہ گویا دلوں میں بستے تھے۔ تمام خدام سے مخلص اور گہری ہمدردی رکھتے اور عمل سے اظہار کرتے۔ شاید ہی کوئی دوست ہوں جن کے ساتھ اُن کی کوئی مہربانی، احسان، شفقت، مدد اور ہمدردی کا کوئی مُعاملہ نہ ہوا ہو۔ آپ ایک خاموش دعاگو وجود تھے۔ لوگوں کے مسائل اور پریشانیوں کو خود حل کرنے یا ان کو کسی بھی اچھے ذریعے سے اس پریشانی سے نکالنے میں نہ صرف بہت اہم رول ادا کرتے بلکہ یوں شامل ہوتے گویا خود مرزا صاحب کا کوئی ذاتی مسئلہ ہے۔ وعدہ نبھانے والے، ہر حال میں سچ بولنے والے خواہ اس کے نتیجہ میں کوئی نقصان پہنچ سکتا ہو۔

……❁……❁……❁……

جماعت احمدیہ جاپان کے رسالہ ’’النور‘‘ اپریل تا جون 2010ء میں مکرم مرزا ظفر احمد صاحب کے بارہ میں ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔

محترم مرزا ظفر احمد صاحب کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا محترم مرزا نذیر احمد صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر احمدیت قبول کی۔ 1981ء میں جاپان تشریف لائے اور سولر انرجی کے انجینئر کے طور پر ملازمت کا آغاز کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب عالمگیر دعوت الی اللہ مہم کا آغاز فرمایا تو 1983ء میں وقف عارضی اور تبلیغ کی غرض سے کوریا تشریف لے گئے۔ 1985ء اور 1999ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ میں جاپان کے نمائندہ کے طور پر شامل ہوئے۔ Mount Fuji پہاڑ کو سر کرنے اور جاپان کے اس بلند ترین مقام پر اذان دینے کا بھی آپ کو موقع ملا۔

ایک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کی اطاعت اور تقویٰ کے نمونہ پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اللہ کرے کہ سب جماعت جاپان ان کے نمونہ پر چلنے کی توفیق پائے۔

محترم مرزا صاحب نظام وصیت میں شامل تھے۔ دین کی خدمت کا جذبہ آپ کی سرشت میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ایک سال جاپان کے مثالی خادم بھی قرار پائے۔ آپ کی دینی خدمات کسی طرح بھی واقفین زندگی سے کم نہ تھیں۔ حقیقی معنوں میں ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کے مصداق تھے۔

……❁……❁……❁……

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24/اگست 2010ء میں سانحہ لاہور کے حوالہ سے مکرم مبشر احمد محمود صاحب کا ایک قطعہ شامل اشاعت ہے:

دعا سے جسم کو جاں کو سنوارا
سرِ مقتل فقط ربّ کو پکارا
ہمارے ایک حرفِ التجا کو
’’ترستا رہ گیا قاتل ہمارا‘‘

روزنامہ 30 اگست 2010ء میں مکرمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کی ایک خوبصورت غزل شائع ہوئی ہے۔ اس غزل میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

روزِ ازل سے ہے یہاں موت و فنا کا سلسلہ
سنتے ہیں اس جہاں میں ہے جاری بقا کا سلسلہ
دنیا کی ساری نعمتیں سامنے اس کے ہیچ ہیں
مولا ہمیں تو چاہئے تیری رضا کا سلسلہ
مکر و فریب و شور و شر اعداء کے ہے خمیر میں
اپنے لئے نیا نہیں جور و جفا کا سلسلہ
جانے نجات کب تلک شر سے یہ قوم پائے گی
چلتا رہے گا تا بہ کے اس کی سزا کا سلسلہ
دی یہ صدا شہید نے میری عروس سے کہو
میرے لہو سے مل گیا اس کی حنا کا سلسلہ
دنیا میں پہلی سانس سے آخری وقت تک رہا
میری طلب کا سلسلہ، اس کی عطا کا سلسلہ
نیچا دکھائے شیر کو گرگ کی کیا مجال ہے
کون اسے مٹا سکے جو ہے خدا کا سلسلہ

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
August 8, 2014 – August 14, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday August 8, 2014

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-ul-Hadith
00:40 Yassarnal Quran
01:05 Huzoor's Tour Of India: A programme documenting Huzoor's visit to India in 2008.
01:50 Japanese Service
02:50 Tarjamatul Quran Class: Recorded on September 2, 1997.
03:55 Shotter Shondane
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Yassarnal Quran
06:55 Huzoor's Tour Of India: A programme documenting Huzoor's visit to India in 2008.
07:55 Siraiki Service
08:20 Rah-e-Huda
09:55 Indonesian Service
10:55 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30 Dars-e-Hadith
12:00 Live Friday Sermon
13:15 Seerat-un-Nabi
13:45 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:00 Yassarnal Quran
14:35 Shotter Shondhane
15:20 Dua-e-Mustaja'ab: Programme about the acceptance of prayers of the companions of the Promised Messiah, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (as).
16:30 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Live Al Hiwar-ul-Mubashir
20:30 Deeni-o-Fiqahi Masail
21:10 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday August 9, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Quran
01:10 Huzoor's Tour Of India
02:10 Friday Sermon: Recorded on August 8, 2014.
03:15 Rah-e-Huda
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 162.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Jalsa Salana Bangladesh address: Recorded on February 10, 2013.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time
09:00 Question And Answer Session: Recorded on December 8, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00 Live Shotter Shondane
16:15 Live Rah-e-Huda
18:00 World News
18:30 Jalsa Salana Bangladesh [R]
19:30 Faith Matters
20:35 International Jama'at News
21:05 Rah-e-Huda
22:40 Story Time
23:00 Friday Sermon [R]

Sunday August 10, 2014

00:15 World News
00:35 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel
01:25 Jalsa Salana Bangladesh
02:25 Story Time
02:45 Friday Sermon: Recorded on August 8, 2014.
03:55 Shotter Shondane
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna & Nasirat: Recorded on March 30, 2013 in Spain.
08:00 Faith Matters
09:05 Question And Answer Session: Recorded on March 3, 1996.
10:00 Live Asr-e-Hazir
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on July 12, 2013.
12:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon [R]
14:05 Live Shotter Shondhane
16:20 Seerat Sahabiyat
17:15 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna & Nasirat [R]
19:30 Real talk
20:35 Roots To Branches
21:15 MTA Variety: An English documentary about the history of Islam Ahmadiyyat in Australia.
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday August 11, 2014

00:10 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40 Yassarnal Quran
01:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna & Nasirat
02:10 Roots To Branches
02:40 Friday Sermon: Recorded on August 8, 2014.
03:45 Real talk
04:50 Liqa Maal Arab: Session no.170
06:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:35 Al-Tarteel
07:05 Huzoor's Tour Of India
08:00 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on November 30, 1998.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on July 25, 2014.
11:05 Malayalam Service
11:30 Rohaani Khaza'ain Quiz
12:00 Tilawat & Dars
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on October 31, 2008.
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Malayalam Service
15:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:30 Huzoor's Tour Of India [R]
19:30 Real Talk
20:30 Rah-e-Huda
22:00 Friday Sermon [R]
23:25 Malayalam Service

Tuesday August 12, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
01:00 Al-Tarteel
01:30 Huzoor's Tour Of India
02:25 Kids Time
03:00 Friday Sermon: Recorded on October 31, 2008.
04:20 Rohaani Khaza'ain Quiz
05:00 Liqa Maal Arab: Session no. 171.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna & Nasirat: Recorded on May 30, 2013 in Spain.
08:00 Alif Urdu
08:35 Australian Service
09:00 Question And Answer Session: Recorded on March 3, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on August 8, 2014.
12:10 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shromprochar
15:00 Spanish Service
15:32 Alif Urdu
16:15 The Finality Of Prophet hood: A discussion programme about the Ahmadi perspective on Khatme Nabbuwat.
17:00 Pakistan In Perspective
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna & Nasirat [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on August 8, 2014.
20:35 Alif Urdu
21:10 The Finality of Prophet hood [R]
22:00 Asr-e Hazir
23:05 Question And Answer Session [R]

Wednesday August 13, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna & Nasirat
02:30 Alif Urdu
03:05 Australian Service
03:30 Pakistan In Perspective
04:00 Noor-e-Mustafwi
04:10 The Finality Of Prophet hood
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 172.
06:00 Tilawat & Dars
06:35 Al-Tarteel
07:05 Jalsa Salana Canada Address: Recorded on May 19, 2013.
08:05 Real Talk
09:05 Question And Answer Session: Recorded on December 8, 1996.
09:55 Indonesian Service
11:00 Swahili Service
11:55 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:10 Al-Tarteel
12:45 Friday Sermon: Recorded on October 31, 2008.
14:00 Shotter Shondane
15:05 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:35 Taqareer
16:10 Faith Matters
17:25 Al-Tarteel
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Canada Address [R]
19:30 Real Talk
20:35 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Kids Time
21:45 Friday Sermon [R]
22:55 Intikhab-e-Sukhan

Thursday August 14, 2014

00:00 World News
00:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50 Al-Tarteel
01:30 Jalsa Salana Canada Address
02:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:00 Taqareer
03:35 Faith Matters
05:00 Liqa Maal Arab: Session no. 173.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 MTA International Conference 2014: Recorded on April 13, 2014.
07:55 Beacon Of Truth
09:00 Tarjamatul Quran Class: Recorded on September 3, 1997.
10:05 Indonesian Service
11:15 Pushto Muzakarah
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Beacon Of Truth
14:05 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on August 8, 2014.
15:10 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:40 Maseer-e-Shahindgan: A Persian programme.
16:15 Tarjamatul Quran Class [R]
17:25 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 MTA International Conference 2014 [R]
19:30 Faith Matters
20:35 Alif Urdu
21:15 Tarjamatul Quran Class [R]
22:20 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
22:55 Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 01 August , 2014 | Issue No. 31

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2014ء

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد وایوارڈز کی تقسیم

اس وقت آپ کے لئے تبلیغ سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے۔ پہلے اپنی تربیت کی طرف توجہ دیں، اپنی عملی حالتوں کو درست کرلیں تو تبلیغ کے میدان پھر خود بخود کھلتے چلے جائیں گے۔

(جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر مستورات سے خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم نصائح)

جرمن مہمانوں کے لئے خصوصی پروگرام جس میں جرمنی کے علاوہ 45 سے زائد ممالک اور اقوام سے تعلق رکھنے والے 1299 مہمانوں کی شرکت۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس سیشن میں خصوصی خطاب۔ اسلام کی امن پسند اور ہمدردیٔ بنی نوع انسان پر مشتمل تعلیمات کا بصیرت افروز بیان۔

۞...... آج خلافت کا نظام، جو کہ ایک روحانی خلافت ہے، احمدیہ مسلم جماعت کی رہنمائی کرتا ہے اور اسلام کی سچی تعلیمات کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ ۞......احمدیہ جماعت کا خلیفہ خدا تعالیٰ کے حقوق اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کی بنیادی اسلامی تعلیمات سے ہرگز ہٹ نہیں سکتا۔ ۞...... سچی خلافت شفقت اور خیر خواہی پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ ۞...... یہ خلافت جو جماعت احمدیہ کی رہنمائی کر رہی ہے، اس کو اقتدار یا حکومت حاصل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ۞......یقین رکھیں کہ سچی خلافت کے کوئی سیاسی یا دنیاوی عزائم اور مقاصد نہیں ہیں اور نہ یہ خلافت ان کو عطا کی جاتی ہے جو ان چیزوں کی ہوس اور لالچ رکھتے ہیں۔ ۞......خلافتِ احمدیہ کو صرف اس بات سے غرض ہے کہ دنیا والے اپنے خالق کو پہچان جائیں، ایک خدا کے سامنے جھکیں اور دوسرا یہ کہ دنیا کے لوگوں میں باہم محبت اور ہم آہنگی پیدا کرے۔

(جرمن مہمانوں کے لئے جلسہ سالانہ کے دوران خصوصی سیشن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب)

۞......آج مجھے اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیم کا علم ہوا ہے۔ حضور کی شخصیت میں ایک روحانی تاثیر ہے۔ ۞......خلیفہ صاحب ایک پُر امن اور محبت سے بھری ہوئی شخصیت ہیں۔ ۞......خلیفۃ المسیح نے اپنے ایڈریس میں جو اسلام کی تعلیم بتائی ہے، وہ بہت پُر امن اور پیار والی ہے۔

(حضور انور کے خطاب کے بعد مہمانوں کے تأثرات)

رشین اور عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ الگ الگ نشستوں کا انعقاد۔

جلسہ کے پروگراموں اور حضور انور سے ملاقات کے بارہ میں مہمانوں کے تأثرات

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

14/جون 2014ء بروز ہفتہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر بیس منٹ پر جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین کے جلسہ سے خطاب تھا۔

آج لجنہ جلسہ گاہ میں صبح کے سیشن کا آغاز دس بجے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی کی زیر صدارت ہوا جو دوپہر ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ اس سیشن میں تلاوت قرآن کریم اور اردو، جرمن زبانوں میں دو نظموں کے علاوہ تین تقاریر ہوئیں۔

پروگرام کے مطابق دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ناظمہ اعلیٰ و نیشنل صدر لجنہ محترمہ امۃ اللہ الحیٔ صاحبہ نے اپنی نائب ناظمات کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور خواتین نے پُر جوش نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

لجنہ کے اس اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو محترمہ صالحہ احمد صاحبہ نے کی اور محترمہ سمیرا نیّر رانا صاحبہ نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ عائشہ محمود صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

''وہ دیکھتا ہے غیروں سے کیوں دل لگاتے ہو''

خوش الحانی سے پیش کیا۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد وایوارڈز کی تقسیم

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو اسناد عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی نے ان طالبات کو میڈلز پہنائے۔

تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والی ان خوش نصیب طالبات کے نام، ڈگری اور حاصل کردہ نمبر درج ذیل ہیں:

ڈاکٹر فائزہ خلیل صاحبہ (پروموشن ان کیمسٹری) میکنا کم لاؤڈے، ڈاکٹر حسبۃ الصبور خان صاحبہ (ماسٹرز اِن Epidemiology میڈیسن) 99 فیصد، حمیرہ نزہت ملک صاحبہ (ماسٹرز آف ایجوکیشن ان ایجوکیشن سائنس) 99 فیصد، ریحان الحق صاحبہ (ماسٹرز آف آرٹس اِن انگلش اینڈ مائنر ہسٹری) 96 فیصد، قرۃ العین صدف صاحبہ (ماسٹرز آف آرٹس اِن آرکیٹکچر) 90 فیصد، امۃ الواسع حیات صاحبہ (ڈپلومہ اِن کمپیوٹر سائنس) 89 فیصد، عدیلہ محمود اسلم صاحبہ (ماسٹرز اِن آن لائن جرنلزم) 89 فیصد، عطیہ ظفر صاحبہ (ماسٹرز آف آرٹس اِن آرکیٹکچر) 86 فیصد، فرحانہ کنول احمد صاحبہ (ماسٹر آف سائنس اِن اکنامکس) 3.8 CGPA، منصورہ قدیر صاحبہ (Magister Artium in English & German) 86 فیصد، ڈاکٹر عظمیٰ نورین کیرچ صاحبہ (میڈیکل سپیشلسٹ اِن نیورو سرجری)، ثروت قدیر صاحبہ (ماسٹرز اِن لاء) 9.4 پوائنٹس، صبا رحمٰن صاحبہ (ماسٹرز آف فلاسفی اِن کیمسٹری) 3.8 CGPA، Sanea Dahmani صاحبہ (ماسٹرز اِن سوشل meditation)، ذنوبیہ عفت صاحبہ، ڈپلومہ اِن ٹرانسلیشن اینڈ انٹرپریٹیشن، قمر الاسلام واہلہ صاحبہ (بیچلر آف سائنس اِن فزکس وِد آنرز) 3.5 CGPA، سیدہ بخاری زنیرہ ظاہر صاحبہ (بیچلر آف میڈیسن اِن جنرل میڈیسن) 96 فیصد، عائشہ جاوید صاحبہ (بیچلر آف سائنس اِن فوڈ کیمسٹری) 96 فیصد، عظمیٰ حنیف صابر صاحبہ (بیچلر آف آرٹس اِن سوشل ورک) 90 فیصد، باسمہ خالد صاحبہ (بیچلر آف آرٹس اِن oriental سٹڈیز) 90 فیصد، حنا مقصود صاحبہ (بیچلر آف سائنس اِن کمپیوٹر سائنسز) 89 فیصد، صوفیہ احمد صاحبہ (بیچلر آف آرٹس اِن ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ اِن چائیلڈ ہوڈ childhood) 88 فیصد، فوزیہ ساجد صاحبہ (بیچلر آف آرٹس اِن ریلیجس سٹڈیز) 87 فیصد، منزہ افضال صاحبہ (بیچلر آف آرٹس اِن historical سائنس اینڈ سوشیالوجی) 87 فیصد، افرا سیاب بٹ صاحبہ (بیچلر آف سائنس اِن بائیالوجی) 87 فیصد، طیبہ عظمت چوہدری صاحبہ (بیچلر آف سائنس اِن بزنس اکنامکس) 87 فیصد، عالیہ نور امۃ الہادی ہیوبش صاحبہ (بیچلر آف آرٹس اِن ریلیجس سٹڈیز) 87 فیصد، ثمن عباس صاحبہ (بیچلر آف آرٹس اِن آرکیٹکچر) 87 فیصد، نازش بھٹی صاحبہ (بیچلر آف سائنس اِن بائیومیڈیکل سائنس) 86 فیصد، کاشفہ بٹ صاحبہ (بیچلر آف آرٹس اِن ایجوکیشن سائنس) 86 فیصد، سمیرہ نیّر رانا صاحبہ (بیچلر آف آرٹس اِن سوشل ورک) 86 فیصد، طاہرہ احمد

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں